عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۲۳ تا ۳۰ رجمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ رمارچ ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۱۲

انسدادِ دہشت گردی

چند ضروری گزارشات

سوشل میڈیا پر مقدس ترین شخصیات کی گستاخی

اسلام آباد ہائی کورٹ کا انتباہ

سردار میر عالم خان لغاری کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد علی صدیقی

چند یادیں، چند باتیں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

بہن، بھائیوں میں وراثتی مکان کی تقسیم

س:......مکان کی کل قیمت انتیس لاکھ پچھتر ہزار میں سے دو بھائیوں کا حصہ اور ایک بہن کا حصہ کتنا بنے گا۔ شریعت کے حساب سے برائے مہربانی تفصیل سے بتادیں اور اگر یہ مکان ایک بھائی خریدنا چاہے اور دوسرے بھائی اور بہن کو ان کے حصہ کی ادائیگی ۵ سال میں کرے تو کیا ایسا کرنا درست ہے، جبکہ وہ بھائی اور بہن راضی ہوں، لیکن دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ ان دونوں کو ایک ایک لاکھ روپے حصہ سے زیادہ دینا چاہئے۔

سائل: عابد خان، قوم آباد کراچی

ج:......صورت مسؤلہ میں مکان کی کل قیمت انتیس لاکھ پچھتر ہزار روپے کو پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے ایک حصہ بہن کو اور دو، دو حصہ ہر ایک بھائی کو ملیں گے یعنی کل قیمت انتیس لاکھ پچھتر ہزار میں سے بہن کو پانچ لاکھ پچانوے ہزار روپے اور ہر ایک بھائی کو گیارہ لاکھ نوے ہزار روپے ملیں گے۔ مکان کی قیمت طے ہونے پر ہر ایک کا حصہ سامنے آگیا۔ اگر آج وہ یہ حصہ لینے کی بجائے کسی ایک بھائی کو دینے پر راضی ہوں تو بھائی کی طرف سے اس بھائی کے ذمہ قرض ہو جائے گا اور پانچ سال بعد یا اس کے بعد بھی وہ اس بھائی سے اپنے اسی حصہ کی رقم واپس لینے کے حقدار ہوں گے۔ ایک لاکھ روپے زیادہ کا مطالبہ کرنا یا ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے آج قیمت طے کرکے بھائی اور بہن کو کچھ ادائیگی کردی جائے اور بقیہ رقم کی ادائیگی باہمی رضامندی سے طے کرلی جائے تو ایسا کرنا درست ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

گھریلو پریشانیوں کا حل

س:......گزارش خدمت یہ ہے کہ ہم اپنے تین بچوں کے ساتھ ڈنمارک میں رہتے ہیں، اسماء، بشیر بیٹی، نعمان بشیر بیٹا اور عمران احمد اپنے بڑے دونوں بچوں کی شادی کی کوشش کرتے ہیں تو بات بنتے بنتے رہ جاتی ہے، کیا وجہ ہے کہ کسی نے رکاوٹ یا باندھ تو نہیں کی ہوئی؟

ج:......رشتہ کے عمل کا پرچہ بھیج رہا ہوں، اس پر عمل کریں انشاء اللہ رشتہ ہو جائے گا۔

س:......چھوٹا بیٹا عمران احمد آٹھویں کلاس تک ٹھیک ٹھاک پڑھتا رہا ہے، چودہ سال کا ہوتے ہی یہ بُری سوسائٹی میں پھنس کر تباہ ہو گیا ہے، جوں توں کرکے اس نے ایف اے تک پڑھا ہے، شراب، نشہ، گندی لڑکیوں کا پیچھا کرنا، اس کا کام ہے، اب تو اسے ٹی بی بھی ہو گئی ہے، اسے اپنی صحت کا بھی خیال تک نہیں، ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جاتا، اس کا کوئی فیوچر نہیں، کوئی بات نہیں سنتا، کوئی اچھی نصیحت یا اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جواب میں وہ گالیاں بکتا ہے اور ہر بات کے جواب میں کہتا ہے: ”میں نے یہ بکواس نہیں سننی یا بکواس نہ کریں“ اب ایک وحشی عورت کے پیچھے پڑا ہوا ہے، بڑی ہی گندی عورت ہے، برائے مہربانی کوئی ایسا وظیفہ بتایئے تاکہ اس وحشی سے مکمل طور پر چھٹکارا مل جائے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ اس سے متنفر ہو جائے؟

ج:......اس خاتون اور بیٹے کی نفرت کا تصور کرکے روزانہ پڑھا کریں: ”والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء“ رات کو ایک سو ایک بار پڑھا کریں، انشاء اللہ اس عورت سے جان چھوٹ جائے گی، نیز آپ چلتے پھرتے کثرت سے درود شریف پڑھا کریں، نمازوں اور تلاوت کا اہتمام کریں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۲۳ تا ۳۰ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر مارچ ۲۰۱۷ء — شمارہ:۱۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
سوشل میڈیا پر مقدس ترین شخصیات کی گستاخی...	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
انسداد دہشت گردی.... چند ضروری گزارشات	۷	مولانا زبیر احمد صدیقی
سردار میر عالم خان لغاری کا سانحۂ ارتحال	۱۰	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا....	۱۲	مولانا قاضی احسان احمد
ہوشیار اے ملت بیضاء!!	۱۵	مولانا عبدالحی حسنی ندوی
مولانا محمد علی صدیقی ... چند یادیں، چند باتیں	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
کل کراچی بین المدارس تقریری مقابلہ	۱۹	رپورٹ مولانا محمد شعیب کمال
تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، مانسہرہ	۲۱	سیّد شجاع علی شاہ
مولانا شجاع آبادی کی تبلیغی مصروفیات	۲۳	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۴۷)	۲۵	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London. SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ (۳)

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۱۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا مقدر کیا تو ایک کتاب لکھی جو عرش پر اس کے پاس ہے، اس کتاب میں لکھا ہے: بے شک! میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری و مسلم) یعنی میری رحمت کا ظہور میرے غضب سے زائد ہے اور میں رحمت کا معاملہ غضب کے مقابلہ میں زیادہ کرتا ہوں۔

حدیث قدسی ۱۱: حضرت ثوبانؓ کی روایت میں ہے: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ان کی رضا طلب کرنے اور تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خطاب کر کے فرماتا ہے: میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی تلاش میں لگا ہوا ہے خبردار ہو اور جان لے میری رحمت اس پر ہے جبرئیل اس فرمان الٰہی کو سن کر اعلان کرتے ہیں: فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، پھر اسی اعلان کو حاملانِ عرش اور ان کے آس پاس کے فرشتے دہراتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے رہنے والے ان الفاظ کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو پھر وہ رحمت اس کے لئے زمین پر اترتی ہے۔ (احمد) مطلب یہ ہے کہ جو بندہ خدا کو راضی رکھنے اور اس کی رضامندی تلاش کرنے کی فکر میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مقبولیت اور اس پر اپنی رحمت کا عام اعلان فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی ۱۲: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں دوست تھے، ایک تو عبادت میں بڑی کوشش کرنے والا تھا اور دوسرا گناہگار تھا اور اپنے کو گناہگار کہا کرتا تھا، عابد اس گناہگار سے ہمیشہ کہا کرتا تھا تو گناہوں سے باز آجا۔ گناہگار جواب دیتا تھا تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس عابد نے ایک دن اس گناہگار کو کسی ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جس کو یہ بہت بُرا سمجھتا تھا، اس نے پھر کہا تو گناہ سے باز آجا۔ گناہگار نے کہا تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے تو مجھ پر کوئی داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ اس عابد نے اس جواب کو سن کر کہا: خدا کی قسم! تجھ کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا اور نہ تجھ کو جنت میں داخل کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کر لیا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس گناہگار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور عابد سے فرمایا: تو میرے بندے پر سے میری رحمت کو روک سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: اے پروردگار! نہیں، ارشاد ہوا: اس کو آگ میں لے جاؤ۔ (احمد)

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

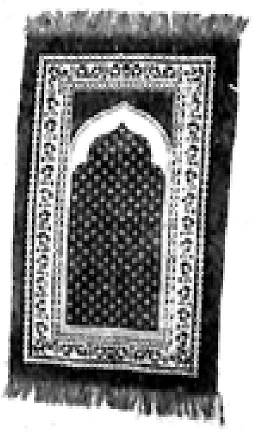

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسجد

۳۴:... نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مسجد سے باہر آیا جائے تو پہلے بایاں (الٹا) پاؤں نکال کر اپنے جوتے یا چپل پر رکھیں، پھر دایاں (سیدھا) پاؤں نکال کر پہلے سیدھے پیر میں جوتے یا چپل پہنیں پھر الٹے پیر میں پہنتے ہوئے مسجد سے باہر نکلنے کی دعا "اللھم انی اسئلک من فضلک"... اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں... پڑھنی چاہئے۔

اذان

س:... اذان کسے کہتے ہیں؟

ج:... اذان کے معنی اعلان کرنے کے ہیں۔ دین اسلام میں پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے اوقات آنے پر مسلمانوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔ اس اطلاع دینے کو اذان کہا جاتا ہے۔

س:... کیا اذان کے الفاظ متعین ہیں یا ان کے علاوہ کسی اور طریقے سے نماز کے وقت کا اعلان کیا جاسکتا ہے؟

ج:... جی ہاں! اذان کے الفاظ متعین ہیں اور ان ہی الفاظ سے اور اسی ترتیب سے اذان دینا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ عربی زبان میں ادا کئے جانے والے اذان کے ان جملوں کو کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے بھی نماز کے وقت کا اعلان نہیں کیا جاسکتا۔

س:... اذان دینے والے کو کیا کہا جاتا ہے اور اس میں کن کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

ج:... اذان دینے والے کو موذن کہتے ہیں۔ اس کا مسلمان ہونا، مرد ہونا اور صاحب عقل ہونا ضروری ہے۔

س:... اذان سے متعلق تاریخ کیا بیان کی جاتی ہے؟

ج:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے وقت کے اعلان کے حوالے سے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ لوگوں میں نماز کے وقت کا اعلان کس طرح کیا جائے؟ مختلف صحابہ کرامؓ کی جانب سے مختلف رائے تھی فیصلہ کرنے سے قبل بعض صحابہ کرامؓ کو جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، خواب میں یہی کلمات کہتے ہوئے دکھایا گیا۔ (سنن الکبریٰ ج:۱ ص:۴۱۴) انہوں نے آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو پسند فرماتے ہوئے ان صحابیوں سے فرمایا کہ یہی کلمات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بتائے جائیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کلمات کے ذریعے پانچوں نمازوں کے اوقات داخل ہونے کی اطلاع لوگوں کو دی جایا کرے۔ چنانچہ اسی وقت سے انہی کلمات کے ذریعے سے ہر زمانے میں اذان دیئے جانے کا رواج عام ہو گیا۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

سوشل میڈیا پر مقدس ترین شخصیات کی گستاخی پر

اسلام آباد ہائی کورٹ کا انتباہ!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی

روس کی شکست کے بعد جب سے امریکا واحد سپر طاقت بنا ہے، اس وقت سے اس نے اسلام، مسلمانوں اور اسلام کی مقدس ترین شخصیات کو نشانہ پر رکھا ہوا ہے۔ ایک طرف وہ، اس کے حواری اور ایجنٹ افغانستان، عراق، شام، برما، فلسطین اور کشمیر میں نہتے مسلمانوں کو قتل وغارت اور ظلم وستم کی بھٹی میں بھسم کر رہے ہیں تو دوسری طرف انہوں نے پہلے مغربی ممالک کے گستاخوں سے مقدس ترین شخصیات کے گھناؤنے اور گستاخانہ خاکے بنوائے، قرآن کریم کی بے حرمتی کرائی اور اب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر چند بے ضمیر، بے حیا اور بے غیرت ایجنٹ پیدا کر کے سوشل میڈیا پر ان سے گستاخانہ بلاگز بنوا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور قرآن کریم کی شان میں نازیبا کلمات اور گستاخانہ مواد اپ لوڈ کرا کر اس کو پھیلانا شروع کرا دیا۔ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ہی اس نازیبا اور گھناؤنی حرکت کا پتہ چلا، انہوں نے قانون اور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

محترم جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے اس کیس کو سننا شروع کیا تو ان کی ایمانی حرارت نے جو محسوس کیا اور جو کچھ انہوں نے اس کیس کے متعلق ارشاد فرمایا اس کو پڑھتے ہوئے ہر باغیرت مسلمان ان کی جرأت ایمانی کو سلام عقیدت پیش کرتا ہے۔ اب امتحان حکومت، انتظامیہ اور بیوروکریسی کا ہے کہ آیا وہ ان گستاخوں کو گرفتار کر کے ان کو کیفر کردار تک پہنچا کر اپنا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے محافظین میں لکھواتے ہیں یا اپنے آقاؤں کی آشیر باد اور غلامی کر کے اپنا نام دشمنانِ رسول اور گستاخانِ رسول میں لکھواتے ہیں۔ اس کیس کی سماعت کے وقت محترم جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے جو کچھ ارشاد فرمایا، قارئین اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں:

''اسلام آباد (نمائندہ امت) ہائی کورٹ نے سوشل میڈیا پر مقدس ترین شخصیات کی گستاخی کے کیس کو پاکستان کا سب سے اہم کیس قرار دیتے ہوئے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کو آج ذاتی طور پر پیش ہونے کا حکم دے دیا اور سوشل میڈیا پر گستاخانہ مہم چلانے والوں کے خلاف کارروائی کے لئے عدالتی فیصلے پر عملدرآمد نہ کئے جانے پر عدالت نے شدید برہمی کا اظہار کیا ہے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی کیس کی سماعت کے دوران کئی بار آبدیدہ ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ جس دن سے یہ پٹیشن میرے سامنے آئی ہے، خدا کی قسم مجھے نیند نہیں آئی۔ ہم آئین وقانون پر عملدرآمد نہ کر کے خود ممتاز قادری پیدا کرتے ہیں، ہم خود قوم کو لاقانونیت کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں، اگر یہ مواد عوام تک چلا گیا تو وہ حشر کریں گے کہ جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے۔ رب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہراتؓ، اصحاب رسولؓ اور قرآن کریم کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لئے مجھے اپنے عہدے کی قربانی بھی دینا پڑی تو دے دوں گا مگر اس کیس کو ہر صورت منطقی انجام تک پہنچاؤں گا۔ جسٹس شوکت عزیز نے کہا کہ اس کیس کا مدعی پورا پاکستان ہے، اگر آقا کی عزت وناموس کے لئے سوشل میڈیا کو بھی بند کرنا پڑا تو اللہ کی قسم حکم جاری کر دوں گا، جن لوگوں نے گستاخی کی اور جو لوگ تماشہ دیکھتے رہے، ان سب کے خلاف کارروائی ہوگی۔ منگل کے روز پٹیشنر سلمان شاہد ایڈووکیٹ کی جانب سے طارق اسد ایڈووکیٹ عدالت میں پیش ہوئے۔ سماعت کا آغاز ہوا تو وفاقی سیکریٹری داخلہ، وفاقی سیکریٹری آئی ٹی اور ڈی جی ایف آئی اے کے عدالت میں پیش نہ ہونے پر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اور سب سے اہم کیس یہ ہے۔ عدالت نے چیئرمین پی ٹی اے ڈاکٹر اسماعیل شاہ سے استفسار کیا کہ: ''کیا عدالت کے 27 فروری کے فیصلے پر عملدرآمد کیا گیا۔'' اس پر چیئرمین پی ٹی اے نے عدالت کو بتایا کہ تمام گستاخانہ پیجز بلاک کر دیئے گئے ہیں، تاہم درخواست گزار کے وکیل طارق اسد ایڈووکیٹ نے عدالت

کو بتایا کہ سوشل میڈیا میں اب بھی تمام گستاخانہ پیجز چل رہے ہیں، اس پر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آئین وقانون پر عملدرآمد نہ کرکے ہم خود ممتاز قادری کو جنم دیتے ہیں۔ ایف آئی اے والو، پی ٹی اے والو، وزارت آئی ٹی والو، وزارت داخلہ والو، فوج والو بتاؤ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح شفاعت مانگوگے، اتنی گستاخی کے بعد ہم ابھی تک زندہ کیوں ہیں، یہ مسئلہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہراتؓ، اصحاب رسولؐ اور قرآن کریم کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لئے مجھے اپنے عہدے کی بھی قربانی دینا پڑی تو دے دوں گا، مگر اس کیس کو منطقی انجام تک پہنچاؤں گا، اس کیس کا مدعی کوئی ایک شخص نہیں، پورا پاکستان ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے اگر سوشل میڈیا بھی بند کرنا پڑا تو اللہ کی قسم! حکم جاری کردوں گا۔ ویلنٹائن ڈے منانے والوں کو آقا کی یہ گستاخی کیوں نظر نہیں آرہی، جب کوئی گستاخ مارا جائے تو پھر کچھ لوگ موم بتی لے کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ فاضل جج نے کہا کہ اگر پی ٹی اے سوشل میڈیا میں گستاخانہ مواد کو نہیں روک سکتا تو پی ٹی اے کو ہی ختم کردیا جائے، یہ عدالت سوشل میڈیا پر کائنات کی مقدس ترین شخصیات کی گستاخی کے خلاف آپریشن ردالشیطان شروع کررہی ہے، جنہوں نے گستاخی کی اور جو لوگ اس کا تماشہ دیکھتے رہے ان سب کے خلاف کارروائی ہوگی، اس معاملے میں بیوروکریسی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے عدالتی حکم میں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کو آج (بدھ) کو عدالت میں ذاتی طور پر پیش ہونے کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ ”یہ معاملہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے، بہت دکھ کی بات ہے کہ اتنے سنجیدہ مسئلے پر ریاستی مشینری غیر فعال رہے، تکلیف دہ بات ہے کہ وفاقی سیکریٹری داخلہ اتنے سنجیدہ مسئلے پر بھی آج عدالت میں پیش نہ ہوئے اور انہوں نے اپنی دفتری کارروائی کو ترجیح دی۔“ عدالت نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ اگر کائنات کی مقدس ترین شخصیات کی گستاخی کرنے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی تو سوشل میڈیا میں آقاؐ، ازواج مطہرات، اصحاب رسول، قرآن کریم اور اللہ کی گستاخی نہ ہوتی۔ معاملے کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے فوری طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ورنہ ملک میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ آئی جی اسلام آباد نے کہا ہے کہ اگر عدالت احکامات صادر کرے تو پولیس گستاخوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کے لئے تیار ہے۔ عدالت نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کل ذاتی طور پر عدالت میں پیش ہوکر بتائیں کہ وفاقی وزارت داخلہ نے سوشل میڈیا میں گستاخانہ مواد کو روکنے اور گستاخی کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کے لئے کیا حکمت عملی وضع کی ہے۔ دوران سماعت جسٹس شوکت عزیز صدیقی کئی دفعہ آبدیدہ ہوئے، عدالتی حکم تحریر کرواتے وقت وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور رو پڑے، جس کی وجہ سے مکمل عدالتی فیصلہ تحریر نہ کرواسکے۔ سماعت کے موقع پر کمرہ عدالت وکلاء سے بھرا ہوا تھا۔ دریں اثناء اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک دوسرے جج نے گستاخ بلاگرز کے خلاف تمام درخواستیں یکجا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جسٹس محسن اختر کیانی نے سلمان حیدر سمیت ۵ بلاگرز کے خلاف مقدمہ درج نہ کرنے پر دائر درخواست چیف جسٹس ہائی کورٹ کو واپس بھجوادی۔ عدالت نے کہا کہ کیس سے متعلق دیگر درخواستیں بھی زیر سماعت ہیں، تمام درخواستوں کو یکجا کیا جائے۔ دوران سماعت درخواست گزار کے وکیل نے استدعا کی کہ 15 رجنوری کو ایف آئی آر کے لئے پولیس کو درخواست دی تھی، جس پر تاحال عمل درآمد نہیں ہوا۔ عدالت وفاقی سیکریٹری کو آئی جی اور ایس ایچ او کے خلاف کارروائی کا حکم دے۔“

(روزنامہ امت کراچی، ۸؍مارچ ۲۰۱۷ء)

روزنامہ امت کراچی کے مدیر کے بقول: ”دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کی وزارت داخلہ، محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پاکستان ٹیلی کمیونیکشن اتھارٹی (PTA) ایف آئی اے، محکمہ پولیس اور دیگر ادارے کب اور کس حد تک فعال ہوکر ان دہشت گردوں کا خاتمہ کرتے ہیں جو مسلمانوں ہی کی نہیں، غیر مسلموں اور ساری کائنات کی عظیم ترین ہستی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں گستاخی کے مرتکب ہوکر خود کو جہنم کا مستحق قرار دینے کے علاوہ مسلم معاشرے میں انتشار اور فتنہ وفساد کے بیج بورہے ہیں۔ قرآن حکیم میں فتنے کو قتل سے زیادہ سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ فسادی اور فتنہ پرور عناصر پر لعنت بھیجنے کے ساتھ اہل وطن پر واجب ہے کہ وہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی کی جرأت ایمانی پر انہیں ہدیہ سلام تبریک پیش کریں جو اس دنیا میں ان کا حق ہے، جبکہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ روز محشر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کے مستحق قرار پاچکے ہیں۔“

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

انسداد دہشت گردی

چند ضروری گزارشات

مولانا زبیر احمد صدیقی

بلاشبہ مملکتِ خداداد ''اسلامیہ جمہوریہ پاکستان'' اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ، اُمت مسلمہ کی آخری اُمید، عالم اسلام کا نادر و نایاب سرمایہ، اسلام کا قلعہ اور ہمارے اکابر واسلاف کی اصول وراثت ہے۔ اس کے تحفظ وبقاء، سالمیت وترقی کے لئے ہر ممکن سعی اُمت مسلمہ بالعموم اور اس ملک کے ہر شہری کا بالخصوص فریضہ ہے۔ وطن عزیز میں ایک عرصہ سے جاری وساری دہشت گردی، بدامنی اور فساد کے عفریت کو قابو کرنا بھی قومی وملی فریضہ ہے۔ اس ملک میں اس ملک کے مقصدِ قیام کے باعث نہ تو سیکولر ازم کی گنجائش ہے اور نہ ہی مسلح انتہاپسندی کی۔ تمام مسالک بالخصوص مسلکِ اعتدال ''اہل السنّت والجماعت حنفی دیوبندی'' کے زعماء کی جانب سے ہر فورم پر اس حقیقت کو طشتِ ازبام کیا گیا ہے: ''پاکستان میں مسلح جدوجہد اور عسکریت کی کوئی گنجائش نہیں۔'' بایں ہمہ 16 دسمبر 2014ء کے بعد سے اب تک مذہبی ذہن کے حامل محبت وطن پُرامن شہریوں بالخصوص مسلکِ دیوبند کے رضاکاروں پر دہشت گردی کی آڑ میں جو ریاستی یلغار کی گئی، اس کا نوحہ سطور ذیل میں نہایت متین انداز میں زعماءِ ملت بالخصوص اکابرینِ دیوبند کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ یقیناً اکابرین مسلکِ دیوبند ان لرزہ خیز مظالم سے واقف ہیں، تاہم مسلکی عصبیت اور طے شدہ ریاستی پالیسی سے متاثر ہونے والے پُرامن بے گناہ خاندانوں کی آواز اکابرین تک پہنچانا اور ان سے راہنمائی حاصل کرنا بحیثیت ایک کارکن اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔

مورخہ 16/ دسمبر 2014ء کے پشاور میں المناک حادثہ کے بعد مذہب اور بالخصوص مسلک دیوبند کو ٹارگٹ کر کے جو متنوع اقدامات اٹھائے گئے، اُن کی ایک جھلک درج ذیل ہے:

(۱)......فورتھ شیڈول جیسے کالے قانون کے شکنجے میں کس کر ہزاروں علماء، خطباء، طلباء، سیاسی کارکن، مدرّسین، شیوخ الحدیث، مشائخ طریقت،

> تمام مسالک بالخصوص مسلکِ اعتدال ''اہل السنّت والجماعت حنفی دیوبندی'' کے زعماء کی جانب سے ہر فورم پر اس حقیقت کو طشتِ ازبام کیا گیا ہے: ''پاکستان میں مسلح جدوجہد اور عسکریت کی کوئی گنجائش نہیں۔''

ائمہ مساجد، دین دار تاجر اور اپنے اپنے علاقوں میں عوامی اثر ورسوخ رکھنے والی شخصیات سے شہری حقوق کا سلب کرنا، انسانی آزادی کا غصب، روزگار سے محرومی سب پر عیاں ہے۔ عرصہ دراز سے چاروں صوبوں بالخصوص پنجاب کے ہزاروں بے گناہ افراد بے بنیاد گمراہ کن رپورٹس کی زد میں آ کر ملک میں انسانی حقوق سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان سے ملازمت وتجارت کا حق بھی چھین لیا گیا ہے۔ سرکاری اداروں کے ملازمین کو فارغ اور نجی اداروں میں کام کرنے والوں کو بھی نوٹس جاری کر کے ہر قسم کے کام کاج سے روک دیا گیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ فورتھ شیڈول افراد نہ تو مسجد کی امامت کرواسکتے ہیں، نہ وعظ وتبلیغ، نہ درس وتدریس، نہ مدرسہ واداروں کا انتظام وانصرام چلا سکتے ہیں اور نہ ہی باقاعدہ تحریری اجازت لیے بغیر ملک وبیرون ملک سفر کرسکتے ہیں۔ بلکہ گزشتہ دنوں تو ان کے شناختی کارڈ، پاسپورٹ تک منسوخ کر کے انہیں گویا نکاح شادی وجائیداد کی منتقلی وراثت، خرید وفروخت، کسی بھی چیز کے مالکانہ حقوق وغیرہ تک سے محروم کر کے اچھوت بنا دیا گیا۔ ایسے ہزاروں علماء، مشائخ، طلباء اور مذہبی کارکنوں کو مانیٹرنگ کے لئے چپ (سم) ڈالنے یا ڈیجیٹل رنگ (کڑا) پہنانے کا منصوبہ بھی شروع ہونے کو ہے۔

فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے یہ افراد صرف کالعدم تنظیموں سے متعلق نہیں بلکہ اکثریت جمعیت علماء اسلام کے کارکن وعہدیداران، وفاق المدارس سے متعلق علماء کرام، حق گو خطباء، ائمہ کرام، غیر تنظیمی سوچ کے حامل دیوبندی فکر کے رضاکار، تاجر اور عام شہری ہیں۔ ان کا جرم صرف دین دار اور دیوبندی ہونے کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان کا گلا بھی گھونٹ دیا گیا اور منہ بھی بند کردیا گیا، یہ بے چارے بری شہریوں کی طرح بے زبان مفلوک الحالی میں اپنی زندگی بسر کررہے ہیں۔ ان کی ہر حرکت نوٹ کی جارہی ہے

اور جب ادارے چاہتے ہیں انہیں جیل کے اندر اور جب چاہتے ہیں جیل سے نکال کر ”گھر کی جیل“ میں بھیج دیتے ہیں۔

(۲)……دہشت گردی میں ملوث افراد کو خفیہ اداروں اور مذہبی افراد کی سرکوبی کے لئے قائم ادارہ سی۔ٹی۔ڈی (CTD) کی جانب سے لاپتہ کر دینا تو سمجھ میں آتا ہے، اگرچہ یہ طریقہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق نامناسب ہے لیکن ملک میں قیامِ امن کے لئے دیوبندی مکتب فکر نے اس پر کبھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی مزاحمت۔ بایں ہمہ ہزاروں مذہبی کارکن، علماء کرام ایسے بھی ہیں، جنہیں غلط اطلاع یا معمولی شک کی بنیاد پر آناً فاناً غائب کر دیا جاتا ہے۔ بعض تو اُن میں سے پھر کبھی واپس نہیں آتے اور بعض برسہابرس تک اور بعض مہینوں اور ہفتوں تک ایسی تکلیفیں و اذیتیں سہہ کر واپس لوٹتے ہیں، جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ رہائی پر پتہ چلتا ہے کہ غلط فہمی میں انہیں دھر لیا گیا تھا یا وہ بے چارے کسی متعصب اہل کار کے تعصب یا ذاتی عناد کا نشانہ بن کر عقوبت خانوں کی نذر رہے۔

ملک میں کتنے خاندان ایسے ہیں جن کے لعل عرصہ دراز سے لاپتہ ہیں، نہ تو ان پر کوئی مقدمہ چلا کر انصاف کے تقاضے پورے کیے جاتے ہیں، نہ ہی ان کا جرم ان کے لواحقین کو بتایا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی اصلاح کی کوئی تدبیر کی جاتی ہے۔ ایسے متاثرین کو نہ عدالتیں ریلیف دے رہی ہیں، نہ ہی میڈیا میں ان کی شنوائی ہے۔ ہزاروں معصوم بچے، سینکڑوں بے سہارا خواتین اپنے سہاروں کی منتظر ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے دربار کے انہیں دہائی سنانے کے لئے کوئی مقام میسر نہیں۔

(۳)……بلاشبہ دہشت گردی نہایت بھیانک ناقابلِ معافی جرم ہے، لیکن مجرم کے جرم کو ثابت کیے بغیر اسے سزا دینا بلکہ جان سے مار ڈالنا بھی کوئی انصاف نہیں۔ ملک میں آئے روز مبینہ پولیس مقابلوں کے ذریعے نوجوانوں کا قتل عام کسی سے مخفی نہیں۔ ان پولیس مقابلوں کی کہانی بھی تقریباً ملتی جلتی ہوتی ہے: ”دہشت گرد گرفتار ہوتے ہیں، انہیں چھڑانے کے لئے ان کے ساتھی پولیس پر حملہ آور ہوتے ہیں، نتیجے میں بجائے اُن لوگوں کے جن پر حملہ ہوا دہشت گردوں کے ساتھی ہی مارے جاتے ہیں۔“ ایسے واقعات شاذ و نادر نہیں بلکہ عام ہیں اور آئے روز پولیس مقابلوں میں باریش نوجوانوں کی موت کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ نہ جانے جن کے قتل کی خبر میڈیا

> فرقہ واریت اور انتہا پسندی کو ہر سلیم الفطرت مسلمان بالخصوص اکابرینِ دیوبند ہر لحاظ سے نہ صرف مسترد کرتے ہیں بلکہ اس کی حوصلہ شکنی بھی کرتے ہیں۔ فرقہ پرست عناصر پر نظر رکھنا اور انہیں کنٹرول کرنا ریاست کا حق ہے، لیکن فرقہ واریت کے نام پر صرف ایک طبقہ کو موردِ الزام ٹھہرا کر پابندیوں اور جبر و ظلم کا نشانہ بنانا کہاں کا انصاف ہے؟

کو جاری نہیں کی جاتی، اُن کی تعداد کیا ہوگی اور اُن کے کفن دفن کا کیا ہوتا ہوگا۔ یہ سب کچھ یا تو چوروں، ڈاکوؤں کے ساتھ ہو رہا ہے یا مسلکِ دیوبند کے اُن کارکنوں و رضا کاروں کے ساتھ، جو ہر جماعت کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے بھی انکار نہیں کہ ان میں شاید کچھ لوگ دہشت گردوں کے ساتھی ہوں یا دہشت گرد ہونے کے ناطے مستحقِ سزا ہوں تو کیا عدالتیں اور ملک کا عدالتی نظام موجود ہونے کے باوجود یہ طریقہ اختیار کرنا انصاف کہلاتا ہے؟ ہمارے اندازے کے مطابق ایسے سینکڑوں بے زبان گھرانے موجود ہیں، جن کے لعل ان سے اس طریقے سے چھین لئے گئے، جس کے نتیجے میں اُن کی نسلوں میں انتقام کا مادہ نشوونما پاتا جا رہا ہے جو نہایت خطرناک ہوگا۔

(۴)……فرقہ واریت اور انتہا پسندی کو ہر سلیم الفطرت مسلمان بالخصوص اکابرینِ دیوبند ہر لحاظ سے نہ صرف مسترد کرتے ہیں بلکہ اس کی حوصلہ شکنی بھی کرتے ہیں۔ فرقہ پرست عناصر پر نظر رکھنا اور انہیں کنٹرول کرنا ریاست کا حق ہے، لیکن فرقہ واریت کے نام پر صرف ایک طبقہ کو موردِ الزام ٹھہرا کر پابندیوں اور جبر و ظلم کا نشانہ بنانا کہاں کا انصاف ہے؟ ملک بھر میں سروے کروایا جائے تو ایسے ہزاروں علماء، کارکن دستیاب ہوں گے، جن پر فرقہ واریت کے جھوٹے پرچے کاٹ کر انہیں پابندِ سلاسل کیا گیا۔ ان میں سے بہت سے بے گناہ ابھی تک جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں جل و سڑ رہے ہیں۔ کبھی ان کا کالعدم تنظیموں کے لئے چندہ کرنے کا جرم بتایا گیا، بعض افراد کو کفر کا فر کا نعرہ لگاتے پکڑے جانے کا جرم تحریر ہوا، بعض افراد کو لٹریچر تقسیم کرنے جیسے جھوٹے اور من گھڑت الزامات لگا کر برسہابرس تک جیل کی سزائیں دلوائی گئیں، ان کا جرم بس دیوبندی ہونا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۵)……دیوبندی مدارس بھی خصوصی نشانہ پر ہیں۔ پنجاب میں بیشتر مدارس پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر پابندی، آئے روز خفیہ اداروں کی مدارس میں دراندازی اور مداخلت، اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والے ان تعلیمی اداروں پر پولیس گردی اور یلغار، کوائف طلبی کے نام پر چڑھائی کسی سے مخفی نہیں، یہ سب کچھ صرف ایک مسلک کے مدارس کے ساتھ ہی کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیا یہ بات قابلِ غور نہیں! ایک ہی مسلک کے اداروں کے خلاف منظم پروپیگنڈا، ان کے اداروں کے معاونین کو اداروں سے دور رہنے کی غیر اعلانیہ ترغیب و ترہیب کو ہر دیوبندی بخوبی جانتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ غیر محسوس طریقے سے ان

مدارس کے وسائل ختم کر کے انہیں ناکام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نہ تو ان اداروں کو کوشش بسیار کے باوجود رجسٹر کیا جارہا ہے اور نہ ہی ان کے بینک اکاؤنٹ کھولے جارہے ہیں۔ دوسری جانب رجسٹریشن اور مالیات پر نظر رکھنے کی باتیں کی جارہی ہیں۔ مفت تعلیم کے ان اداروں کے وجود کو اب اس قدر خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ شاید اس سے قبل ایسے خطرات کبھی محسوس نہیں کئے گئے۔

(۶)......ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ملکی اداروں کی منظم انداز سے مسلکِ دیوبند کے خلاف باقاعدہ ذہن سازی کر کے ان کے "مباح الدم" ہونے کا تصور دیا گیا۔ اس لئے کہ ملک بھر سے ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ بعض ججز اور تفتیشی افسر صراحت کے ساتھ دیوبندی ہونے کو جرم قرار دیتے ہیں۔ نیز وہ اعلانیہ طور پر اس مسلک کو اپنے غیض وغضب کا نشانہ بناتے ہیں۔ تفتیشی مراحل سے گزر کر آنے والے کارکنوں سے یہ دریافت کیا جاسکتا ہے کہ ان سے اس نوعیت کے کس طرح سوالات کئے گئے اور انہیں اپنے مسلک کے بارے میں کیا کچھ نہیں سننا پڑا؟ بعض متعصب اہل کاروں کے ہاں صرف دیوبندی ہونا ہی ثبوتِ جرم کے لئے کافی ہے۔ اس صورت حال کا ادراک کرنا ضروری ہے کہ یہ سوچ وفکر معاملات کو کہاں تک لے جائے گی؟

(۷)......نیشنل ایکشن پلان کے نفاذ کے بعد سرکاری مساجد سے دیوبندی ائمہ کی بے دخلی اور دیگر مسالک کے ائمہ کی تقرری، سرکاری افسران کا متعصبانہ طرزِ عمل، دیوبندی مخالف قوتوں کی حوصلہ افزائی، دیوبندی فکر کے خلاف اعلانیہ تقاریر واقدامات پر چشم پوشی بلکہ سرپرستی بھی اس ضعیف وبے سہارا قوم کا ایک درد ہے۔

(۸)......نیشنل ایکشن پلان کے بعد ملک میں ضلعی سطح پر انٹیلی جنس اداروں کو فعال ومتحرک کرنے کے ساتھ باہم معلومات کے تبادلہ اور اشتراکِ عمل کی پالیسی بنائی گئی۔ ہر ضلع میں انٹیلی جنس اداروں کے ماہانہ مشترکہ اجلاس میں طے شدہ امور کو حتمی سفارش قرار دے کر کاروائیاں کی جارہی ہیں۔ ان اداروں کے بعض اہلکار ذاتی عناد، مسلکی تعصب، خاندانی یا علاقائی تنازعات کی بنیاد پر بے قصور، پرامن لوگوں کے نام دہشت گردوں یا سہولت کاروں میں شامل کر دیتے ہیں، جنہیں دیگر ادارے بھی روا داری میں قبول کرتے ہوئے ہاں میں ہاں ملا کر متفقہ رپورٹ تحریر کر کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ارسال کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کے خلاف ہوم ڈیپارٹمنٹ سے زندگی بھر کے لئے سخت احکام لاگو ہو جاتے ہیں، حالانکہ ان تمام مراحل کی بنیاد "عصبیت" پر ہوتی ہے۔ بار بار چیخنے چلانے کے باوجود نہ یہ سلسلہ تھم سکا اور نہ ہی ایسے متعصب اہلکاروں کے خلاف کسی قسم کی کوئی کاروائی عمل میں لائی گئی، نتیجتاً بے گناہوں کی جان پر بن پڑی۔

(۹)......ملک میں فرقہ پرستی، انتہاپسندی اور دہشت گردی کی بنیاد پر کچھ تنظیموں کو کالعدم قرار دیا گیا۔ کالعدم قرار دینے اور کالعدم تنظیموں کے خلاف کاروائیوں کے سلسلہ میں بھی واضح جانب داری عیاں ہے۔ ایک طبقہ جو فرقہ پرستی، فتویٰ بازی اور تشدد میں کسی سے کم نہیں، کو اس پابندی سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ کالعدم تنظیموں میں دیوبندی خیال کی تنظیموں کو شجرِ ممنوع قرار دے کر جڑ سے اُکھیڑ پھینکا گیا، کارکنان کا ماورائے عدالت قتل، مقدمات، فورتھ شیڈول کسی سے مخفی نہیں۔ جبکہ دیگر کالعدم تنظیموں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، سرگرمیوں کی آزادی بلکہ سرکاری سطح پر ان کی سرپرستی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

سطور بالا میں تحریر کردہ چند امور بطورِ نمونہ ذکر کئے گئے ورنہ بہت سے ایسے اقدامات بھی اُٹھائے جا رہے ہیں، جنہیں تحریر کرنا خطرات سے خالی نہیں۔ ان حالات میں مسلکِ دیوبند کے اکابرین سے بالخصوص اور ملک کے اہلِ حل وعقد سے بالعموم گذارش ہے کہ اس صورت حال کا جائزہ لے کر قوم کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں، اس ظلم کو روکنے کے لئے اپنا کردار ادا فرمائیں۔ اس صورت حال کو قابو میں اس لئے بھی لانا ضروری ہے کہ یہ اقدامات اس طبقہ کو شدت پسندی پر اُبھار رہے ہیں، اگر ان زخموں پر مرہم نہ رکھی گئی تو زخم ناسور ہو کر معاشرہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ بن سکتے ہیں۔ اس صورت حال میں اس امر کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے کہ کیا یہ سب کچھ جبری مذہب کی تبدیلی کی طرح جبری طور پر مسلکِ تبدیلی کی تحریک تو نہیں؟

ایک طبقہ پر عرصۂ حیات کیوں تنگ کیا جارہا ہے؟ آپ حضرات پہلے بھی اپنے فرائضِ منصبی سے پوری طرح سبکدوش ہو رہے ہیں، مزید اتفاق واتحاد، بصیرت وحکمت کے ساتھ ہزاروں مایوس، مغلوک الحال خاندانوں کا سہارا بنیں، ان کی اشک شوئی فرمائیں، اپنا اثر ورسوخ استعمال فرمائیں اور قوم کو ایک راہ دیں، قوم کو آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ بصورتِ دیگر مایوسی مذہبی کارکنوں پر وباء کی طرح سوار ہو گئی تو پھر یہ صورت حال تباہ کن ہو گی۔ آج لاکھوں مائیں، بہنیں، بچے، بیوگان، یتامیٰ، بے گناہ، اسیری میں شب وروز گذارنے والے اپنا رونا کس کے آگے روئیں......!!! وہ بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں گویا ہیں:

نسیما جانب بطحا گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
مشرف گرچہ شد جامی زلطفت
خدایا! ایں کرم یار دگر کن

مجاہد ختم نبوت و یادگار اسلاف

سردار میر عالم خان لغاریؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

رحیم آباد تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کی لغاری برادری کے بزرگ رہنما، نامور شخصیت اور اپنے علاقے کے بڑے زمیندار جناب سردار میر عالم خان لغاری بھی وصال فرمائے آخرت ہوگئے۔

سردار میر عالم خان ؒ، لغاری خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد سردار رحیم خان لغاری ؒ ڈی، آئی، جی کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مدینہ طیبہ میں مقیم ہوگئے اور اب جنت البقیع میں ابدی استراحت کرتے ہیں۔ آپ نے گریجویٹ تک بہاولپور اور جامعہ ملیہ دہلی سے تعلیم حاصل کی۔ خاندان کا پورا ماحول دیندار تھا۔ آپ نے بھی کوئی سرکاری ملازمت کرنے کی بجائے زمینداری سے تعلق رکھا۔ آپ کا بیعت کا تعلق خانقاہ مسکین پور کے بانی مولانا فضل الٰہی قریشی ؒ کے خلیفہ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی ؒ سے تھا۔

حضرت بنوری ؒ نے مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں قائم کیا۔ سردار میر عالم خان لغاری ؒ کا حضرت بنوری ؒ سے تعلق قائم ہوا تو اس میں اتنی ترقی ہوئی کہ آپ نے حضرت بنوری ؒ کے خادم خاص اور پرائیویٹ سیکریٹری کا درجہ حاصل کر لیا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ حضرت بنوری ؒ کے سفر و حضر، اندرون و بیرون ملک کے اسفار کے خدمت گار و حاضر باش رہے۔ انہیں خدمات اور اعتماد کے باعث ایک زمانہ میں جناب لغاری صاحب ؒ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے منتظم بھی رہے۔

جب حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ ۱۹۷۳ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر منتخب ہوئے اور آپ نے مجلس کی اپنی امارت میں شوریٰ نامزد فرمائی۔ اس میں سردار میر عالم خان لغاری ؒ کو بھی مرکزی مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا۔ پھر پوری تحریک کے دوران بلکہ حضرت بنوری ؒ کے وصال تک برابر سردار میر عالم خان لغاری ؒ مجلس کے حل و عقد میں شریک رہے۔ اس دوران مجلس کے کاز کے لئے سردار صاحب ؒ نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔

دریں اثنا شیخ الاسلام حضرت بنوری ؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان کی بنیاد رکھی تو اس کی تعمیرات کی کمیٹی کے نگران اعلیٰ سردار میر عالم خان لغاری ؒ تھے۔ موجودہ مرکزی دفتر کی پرشکوہ عمارت کی ساخت و پرداخت میں مرحوم لغاری صاحب کا وافر حصہ ہے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مسلم کالونی چناب نگر میں مسجد و مدرسہ کے لئے جو پلاٹ حاصل کیا۔ اس کی تعمیرات اور نقشہ کے لئے سردار صاحب ؒ، مولانا تاج محمود ؒ اور مولانا محمد شریف جالندھری ؒ کے شانہ بشانہ رہے۔ غرض آپ کی خدمات ختم نبوت کی شاندار تاریخ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ کے وصال کے بعد عالمی مجلس کے امیر حضرت خواجہ خان محمد ؒ منتخب ہوئے تو آپ نے بھی سردار عالم خان لغاری ؒ کی شوریٰ کی رکنیت بحال رکھی۔ مرکزی ناظم اور امیر مرکزیہ کے شہر کے عہدوں سے بھی سرفراز فرمایا۔ سردار میر عالم خان ؒ جب حضرت بنوری ؒ کے خادم خاص تھے۔ اس زمانہ میں حضرت بنوری ؒ جمعیۃ علماء اسلام کی سرپرستی فرماتے تھے۔ تب لغاری صاحب ؒ بھی کراچی میں جمعیۃ علماء اسلام کے عہدے دار رہے۔ اسی طرح رحیم یار خان میں جمعیۃ کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی تھے۔

حضرت شیخ بنوری ؒ کے بعد سردار صاحب ؒ کے والد گرامی ؒ نے مدینہ طیبہ میں قیام کا ارادہ کیا تو سردار صاحب ؒ ان کے ساتھ مدینہ طیبہ قیام پذیر ہوگئے۔ سال بھر میں ایک آدھ بار دونوں باپ بیٹا پاکستان تشریف لاتے اور پھر واپس مدینہ طیبہ کی خاک روبی کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کے والد گرامی ؒ کا مدینہ طیبہ میں وصال ہوا۔ پھر بھی سردار صاحب ؒ نے مدینہ طیبہ میں قیام رکھا۔ صحت گرنے لگی تو اپنی خدمت کے لئے ایک ساتھی کو ساتھ رکھنا شروع کر دیا۔ جو حجاز مقدس اور پاکستان میں آپ کے ساتھ رہتے۔ زہے نصیب! کہ سردار صاحب ؒ قریباً چالیس سال کا طویل زمانہ مدینہ طیبہ کی برکات کو اپنے اندر جذب کرتے رہے۔ آج سے چند سال پہلے فقیر نے خود دیکھا کہ بڑھاپے کے باوجود رمضان المبارک کی تراویح تک کو بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے۔ تمام نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت ادا ہوتیں۔ سردار صاحب ؒ جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو ملاقات کی کوئی ترتیب نکل آتی۔ دیانت داری کی بات ہے کہ ان میں بڑے لوگوں کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔

چند سال پہلے آپ پاکستان تھے کہ ختم نبوت چناب نگر کانفرنس کی تاریخیں آگئیں۔ آپ نے اپنے نواسے ڈاکٹر محمد عابد خان خاکوانی کے ذریعہ کانفرنس میں شرکت کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اسی سال حضرت مولانا محمد یحیٰی مدنی کراچی سے بھی تشریف لائے۔ مولانا محمد عبداللہ تونسہ سے بھی آگئے۔ جب سردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ علوم الاسلامیہ کراچی میں ناظم تھے تو حضرت مولانا یحییٰ مدنی کا زمانہ تعلیم تھا۔ یہی حال مولانا محمد عبداللہ کا تھا۔ اب یہ تینوں حضرات بڑھاپے کے آخری مرحلہ سے دوچار تھے۔ تاریخ کی باقیات الصالحات جمع ہوئیں تو یادوں کے دریچے وا ہوگئے۔ ان حضرات کا خوب وقت گزرا۔ اس اتفاقی ملاقات پر فرحاں وشاداں تھے۔ کانفرنس کے دوران اسٹیج پر بھی سردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اپنے ہاتھوں لگائے چمن کو دیکھا تو خوشی سے آنسو چھلک پڑے۔ ہماری سعادت ہے کہ وہ ہمارے بزرگوں کے ساتھی اور ہمارے بزرگ تھے۔ بہت ہی طبیعت میں انہوں نے ان دنوں انبساط محسوس فرمایا۔ واپسی پر خوشی اور مبارک باد کا پیغام بھی بھجوایا۔

فقیر جنوری کے آخری عشرہ سے فروری کے آخر تک دفتر مرکزیہ سے قریباً باہر رہا۔ اس دوران روزنامہ اسلام میں آں مرحوم کے وصال کی خبر پڑھی۔ ۲۰ر فروری ۲۰۱۷ء پیر کی روز شام چار بجے شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں وصال فرمایا۔ اسی رات دس بجے اپنے آبائی گاؤں رحیم آباد میں سپرد خاک ہوئے۔ تقدیر الٰہی کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس بار مدینہ طیبہ گئے تو ارادہ لے کر گئے کہ واپس نہیں آنا۔ لیکن خاندان کے افراد کی بعض شادیوں کے باعث ورثاء نے اتنا مجبور کیا کہ سفر کرلیا۔ چالیس سال قیام مدینہ کے باوجود وصال پاکستان میں ہوا۔ انسان لاکھ چاہے، ہوتا وہی ہے جو تقدیر کا لکھا ہے۔

۲۳ر فروری ۱۹۲۷ء کو اس دنیا میں آئے۔ ۲۰ر فروری ۲۰۱۷ء کو واپس لوٹ گئے۔ یوں تاریخ کا ایک نوے سالہ باب مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ خوبیوں والے بڑے انسان تھے۔ ایک بار فقیر نے غالباً مدینہ طیبہ میں ملاقات پر عرض کیا کہ آپ نے بہت لمبا وقت حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارا۔ کوئی خاص بات؟ تو آبدیدہ ہوگئے۔ فرمایا: مولانا! حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے نفع بھی بہت حاصل ہوا اور نقصان بھی بہت اٹھایا۔ فقیر نے عرض کیا نفع کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ مگر نقصان کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ تو فرمایا: ''حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اب کوئی آدمی اس معیار کا آنکھوں میں جچتا نہیں۔'' اس سے بہتر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جملہ میں کیا خراج تحسین پیش ہوسکتا ہے جو لغاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا۔ لیجئے! خادم اور مخدوم پھر ایک نئے جہان میں یکجا ہوگئے۔ فالحمدللہ! ☆☆

ایک ہفتہ چناب نگر میں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

الحمدللہ! جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اعدادیہ سے لے کر دورۂ حدیث شریف سمیت تمام درجات میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ عمدہ طریقہ سے جاری ہے۔ نیز امسال تخصص کی کلاس میں ستائیس علماء کرام زیر تربیت ہیں۔ راقم کو تقریباً آٹھ یوم تخصص والوں کی خدمت کا موقع ملا۔ راقم کے ذمہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کی تعلیم وتدریس لگی۔ مدرسہ کا عمومی جائزہ پیش خدمت ہے۔

اعدادیہ سے دورۂ حدیث شریف تک طلبا کرام کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

اعدادیہ: ۲۵، متوسطہ: ۱۸، اولیٰ: ۲۱، ثانویہ عامہ: ۱۵، ثالثہ: ۱۱، رابعہ عامہ: ۱۱، خامسہ: ۱۷، عالیہ: ۱۴، موقوف علیہ: ۱۳، دورۂ حدیث شریف: ۱۴، کل تعداد: ۱۵۹ اور درجہ حفظ کی چھ کلاسیں ہیں، جن میں ۲۱۰ کل وقتی ۶۰ جز وقتی طلبا زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ ختم نبوت میں طلبا کی تعلیمی، اخلاقی، تربیت پر خصوصی نگاہ رکھی جاتی ہے۔ جامعہ صرف مدرسہ ہی نہیں بلکہ خانقاہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین کی تلاوت ہوتی ہے۔ ظہر کے بعد فضائل اعمال کی مختصر تعلیم ہوتی ہے۔ عصر کے بعد درود پاک کی محفل ہوتی ہے اور عشاء کے بعد قادریہ راشدیہ سلسلہ کے مطابق ذکر اجتماعی کرایا جاتا ہے۔ مولانا غلام رسول دین پوری ذکر جہری کراتے ہیں۔ ذکر کے دوران عجیب وغریب کیفیات کا صدور ہوتا ہے۔ راقم کو التصریح کی تعلیم کی سعادت نصیب ہوئی۔ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ۱۱۲ احادیث بمع تخریج ہیں۔

انتخاب احادیث امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے کیا۔ کتاب کی ترتیب مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کی۔

تخریج وتوضیح: شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ سابق وائس چانسلر ریاض یونیورسٹی سعودی عرب نے کی۔ شیخ نے کتاب کی تخریج کے درمیان ملنے والی احادیث بھی شامل کیں۔ ایسے ہی کتاب کا آخری باب صحابہ کرامؓ کے آثار پر مشتمل ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم نے ''علامات قیامت اور نزول مسیح'' کے نام سے اردو ترجمہ کیا۔

کتاب بیروت سے شائع ہوئی مکتبہ دارالعلوم کراچی نے بھی کتاب کو شائع کیا اور ایک مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نگرانی میں بیروت کے نسخہ کا عکس شائع کیا۔

الحمدللہ! یہ کتاب علامات قیامت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر ایک شاندار کتاب ہے، جو ہمارے ختم نبوت کورس کا حصہ ہے: شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ، ناظم تعلیمات مولانا محمد احمد مبارک پوری ہیں، ختم نبوت کورس کے انچارج مولانا رضوان العزیز ہیں، مطبخ کے انچارج مولانا صغیر احمد ہیں، ڈسپنسری کے انچارج قاری محمد اصغر ہیں، جو ڈاکٹر صاحب کے معاون بھی ہیں، شعبہ تبلیغ اور چناب نگر میں قادیانیوں کی ملک و ملت کے خلاف سرگرمیوں کا تعاقب کے لئے مولانا غلام مصطفیٰ ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں، مدرسہ کا عمومی چارج مولانا اللہ وسایا اور مولانا عزیز الرحمن ثانی کے ہاتھ میں ہے۔

گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

مولانا محمد علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر حالات وخدمات

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد علی صدیقی گرامی قدر جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی کے گھر پیدا ہوئے، بھکر میں مستقل رہائش تھی، ابتدائی تعلیم علاقائی اسکول اور مدرسہ میں حاصل کی، درس نظامی کے لئے خانقاہ سراجیہ اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کا رخ کیا۔

دورۂ حدیث شریف کی سعادت حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی سے حاصل کی، آپ ان کے لائق اور چہیتے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔

فراغت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی اور بطور مبلغ تادم واپسیں تقریباً تیس سال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ راولپنڈی، کوئٹہ، کراچی کے بعد میرپورخاص اور اندرون سندھ کا بہت سارا حلقہ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ الحمدللہ!

راقم الحروف کی مولانا مرحوم سے جس وقت پہلی ملاقات ہوئی تو آپ کی داڑھی کے زیادہ بال سیاہ تھے، بھرا ہوا فربی مائل پھرتیلا جسم، کشادہ کھلا ہوا چہرہ، گندمی رنگت، نہایت حاضر جواب، اپنے کام سے اپنی جان سے زیادہ وفادار، جماعت اور اکابرین جماعت سے حد درجہ مخلص، بس جنون کی حد تک مجلس سے محبت تھی بلکہ فنافی الختم نبوت تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو بہت سی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا، جماعتی احباب اور کام پر اپنی آمدنی سے ایک خطیر رقم ماہ بہ ماہ خرچ کرتے جس کا کسی سے اظہار نہیں کرتے تھے۔ دوران سفر شرکائے سفر پر ایثار و ہمدردی کے جذبہ سے پیش آنا آپ کی طبیعت کا حصہ تھا، کشادہ بلکہ وسیع دل ودست ہوکر سفر کرتے تاکہ سفر راحت سے اختتام پذیر ہو۔

ایک مرتبہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مرحوم اور راقم نے چناب نگر سے اکٹھے سفر شروع کیا۔ مولانا مرحوم نے حیدرآباد جبکہ راقم اور حضرت مولانا مدظلہ نے کراچی آنا تھا۔ ٹوبہ اسٹیشن سے برادر مکرم قاضی امتیاز احمد نے سامان خوردو نوش سے اکرام کیا، سفر بہت خوب گزرا، دوران سفر چائے کی طلب محسوس ہوئی، مولانا مدظلہ نے کہا: ”صدیقی صاحب! اپنے کمال سے اچھی سی لاجواب، باکمال چائے پلاؤ۔“ چائے والا تھرموس سفر میں ہمراہ تھا، چنانچہ مولانا صدیقی مرحوم بلاتکلف اٹھے اور یوں چل دیئے جیسے ٹرین میں کوئی کینٹین اس طرح کی موجود ہو، مولانا مرحوم بہت اطمینان بخش انداز میں گئے اور واقعی ٹرین کی کینٹین سے نہایت عمدہ دودھ پتی چائے بنوا کر لے آئے، ہم نے چائے پی بہت لطف آیا۔ میں نے عرض کیا: حضرت! یہ کیسے ممکن ہوگیا؟ حالانکہ ڈائننگ کار والے تو پانی والی چائے دیتے ہیں ایسی عمدہ دودھ پتی کا تو سوال ہی نہیں ہوتا، فوراً کہنے لگے: ”قاضی صاحب! یہ ختم نبوت جماعت اور کام کی برکت ہے جو ایسے انعامات ربانی کی بارش ہوتی ہے۔“

اس سفر کے دوران ہم نماز ادا کرنے کے لئے بوگی سے باہر دوسری بوگی کی طرف گئے تاکہ نماز کی جگہ مل جائے، رش تھا، ایک صاحب سے کہا: جناب تھوڑی سی جگہ خالی کردیں تاکہ نماز ادا کرلیں۔ وہ فوراً بولے: ”مولانا! سیٹ پر نماز ادا کرلیں۔“ مولانا صدیقی مرحوم نے برجستہ کہا: ”میں نے آپ سے مسئلہ نہیں پوچھا جگہ کی درخواست کی ہے، مسئلہ مجھے معلوم ہے آپ جگہ عنایت فرمائیں“ اللہ اکبر! کیا خوب بندہ تھا۔

مولانا مرحوم میں ایک بہت بڑی خوبی تھی کہ جہاں جاتے سب سے فوراً بے تکلف ہوجاتے اور گھل مل جاتے، تکلف اور اجنبیت نام کی کوئی چیز دور دور تک نظر نہ آتی۔ جماعتی احباب کے دکھ درد کو اپنا سمجھنا یہ صدیقی صاحب کا وصف خاص تھا، حلقہ یاراں میں سے کوئی پریشان حال ہوتا، صدیقی صاحب اس کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے ہرممکن کوشش اور تعاون فرماتے۔

اندرون سندھ سے کوئی جماعتی مریض کراچی علاج کے لئے آتا اور صدیقی صاحب کو خبر ہوجاتی تو مریض ابھی کراچی بھی نہیں پہنچ پاتا تھا کہ مولانا مرحوم کی فون کالیں آنا شروع ہوجاتیں، قاضی صاحب، انور بھائی، شاہ جی، فلاں ساتھی آرہا ہے، مریض ہے، مستحق ہے، جناح، سول، انڈس میں جہاں ممکن ہو اس کا علاج کروائیں، دفتر میں رکھنے کی سہولت درکار ہو تو وہ مہیا کریں، مریض سے رابطہ کرتے ”آپ نے پریشان نہیں ہونا، میں نے کراچی دفتر کے احباب کو کہہ دیا ہے، وہ آپ کے انتظار میں ہیں، آپ ملاقات کریں، اپنی ساری صورت حال سے آگاہ کریں، وہ آپ سے ضرور تعاون کریں گے۔“ اس درجہ میں احباب کے غم کا حصہ بنا یہ مرحوم صدیقی صاحب کا معمول تھا، حق تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

قادیانی سرگرمیاں، ان کا نوٹس لینا اور پیچھا کرنا مولانا صدیقی صاحب پرختم تھا، جیسے ہی کسی بھی قادیانی سازش کا علم ہوتا فوراً بذریعہ ٹیلی فون کال متعلقہ احباب کو مطلع کرتے اور سدباب کا طریقہ کار بھی بتلاتے۔

فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے امت کو آگاہ کرنا ان کے ایمان کی حفاظت کرنا یہ جماعت ختم نبوت کا مشن اور منشور ہے، اس پر صدیقی صاحب بہت ہی زیادہ کامیابی کے ساتھ گامزن تھے، جہاں اپنے بیانات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، قرآن و سنت، آثار صحابہ اور تعامل امت سے پیش کرتے، وہاں فتنۂ قادیانیت کے دجالی چہرہ سے نقاب کشائی کرنا بھی ضروری سمجھتے، مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و نظریات سے آگاہ کرتے تاکہ مسلمان ختم نبوت کے عقیدہ کو مکمل طور پر سمجھ سکیں۔ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم ہمارے ہر بیان کا حصہ ہے، اس لئے کہ امت مسلمہ کی ایک خطیر رقم انجانے میں قادیانی فنڈ کا حصہ بن جاتی ہے، مسلمان اپنے ایمان اور عشق رسول میں پکا ہے۔ ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنا اس کی زندگی کی اساس ہے مگر دین سے دوری، بے خبری اور مادیت پرستی کی وجہ سے بسا اوقات گھائل ہو جاتا ہے، اسے غفلت کی دلدل سے نکال کر عافیت کی بستی میں لانا یہ بیان کا حاصل اور خلاصہ ہوتا تھا۔ صدیقی مرحوم کی زندگی میں ان کے حلقہ میں بہت مضبوط انداز میں شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ رہا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی رہے گا۔

ملک عزیز پاکستان میں بعض مقامات پر پوشیدہ طور پر قادیانیوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ مبلغین ختم نبوت جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق عوام الناس کی ذہن سازی کرتے ہیں وہاں پر ساتھ ساتھ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی اور ان سے معاشرتی، سماجی، اقتصادی قطع تعلق کی بھی اپیل کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد علی صدیقی مرحوم فرمانے لگے: میں اندرون سندھ ایک شہر میں بیان کر رہا تھا کہ دوران بیان میں نے شیزان اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کی اپیل کی لوگوں نے اس کو بہت سراہا اور وعدہ کیا، بیان کے اختتام پر ایک صاحب ملے اور کہنے لگے: مولانا! اگر ہم قادیانیوں سے بائیکاٹ کریں گے تو ہم ان کو دعوت اسلام کیسے دیں گے؟ ان تک حق اور سچ کا پیغام کیسے پہنچائیں گے؟ مولانا صدیقی مرحوم کہنے لگے: میں نے اس سے کہا: اول تو میں نے آپ کو قادیانیوں سے بائیکاٹ کی نہیں بلکہ قادیانیت کے بائیکاٹ کی دعوت دی ہے، لیکن خیر میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ڈوبتے کو بچانا اس کی ذمہ داری ہے جس کو خود تیراکی آتی ہو، اسی طرح میدان جنگ میں دشمن سے جا کر لڑنا اس کی ذمہ داری ہے جس کو دشمن سے لڑائی کے طور طریقے آتے ہوں، اگر تیراکی یا جنگ کی تربیت نہیں لی تو موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بالکل یہی بات یہاں بھی ہے، قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا ایک عام آدمی کی ڈیوٹی اور ذمہ داری نہیں بلکہ یہ ذمہ داری اہل علم اور علماء کرام کی ہے، یا وہ مسلمان جو قادیانیوں کی چال بازی سے واقف ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو جانتے، پہچانتے اور سمجھتے ہیں، ایک آدمی خود نہیں جانتا اسلام کیا ہے؟ قادیانیت کیا ہے؟ وہ چلا ہے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے، یہ ایسے ہی ہوگا جیسے تیراکی نہ جاننے والے... چلیں خیر! آپ بتائیں؟ کیا آپ کے قادیانیوں سے تعلقات ہیں؟ اس آدمی نے کہا: جی ہاں! مولانا نے کہا: کتنے عرصہ سے ہیں؟ وہ کہنے لگا: تقریباً ۱۵، ۲۰ سال سے، تو مولانا کہنے لگے: آپ نے کتنے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی اور کتنے قادیانی مسلمان ہوئے؟ اس نے کہا: ایک کو بھی دعوت نہیں دی اور نہ کوئی قادیانی مسلمان ہوا۔ مولانا کہنے لگے: اب میری سنو! پہلی بات تو یہ کہ مجھے خوشی ہوئی کہ تم نے ساری بات سچ کہہ دی، دوسری بات یہ ہے کہ الحمدللہ! مجھے اندرون سندھ تبلیغی کام کرتے ہوئے تقریباً بیس سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا اور میں نے ہر جگہ قادیانیت سے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ میری اس درخواست پر مسلمانوں نے عمل کیا، قادیانیوں نے مسلمانوں سے سوال کئے آپ پہلے ہم سے ملتے تھے اب نہیں ملتے، کاروبار کرتے تھے، اب کیوں نہیں کرتے؟ خوشی غمی مشترک تھی اب کیوں فرق آیا؟ مولانا کہنے لگے جب بات ”کیوں“ پر آتی تو مسلمان مجھ سے رابطہ کرتے، میں ان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کرتا وہ قادیانی سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ نماز پڑھتا ہوں پھر بھی کافر رہا، کلمہ بھی پڑھ لیتا ہوں پھر بھی میرے اسلام کو کوئی قبول نہیں کرتا، مسجد جاؤں کوئی آنے نہیں دیتا آخر وجہ اور فرق کیا ہے؟ تو وہ اس نتیجہ پر آتا کہ مسلمان ہمیں نماز پڑھنے، کلمہ پڑھنے، قبلہ رُخ ہونے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے بلکہ ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جو بطور نبی، مہدی، مسیح مانا ہے، ہمارے کافر ہونے کا سبب مرزا غلام احمد کو ماننا ہے نہ کہ تعلیمات اسلام، چنانچہ وہ آدمی مان گیا کہ واقعی اگر ہم اخلاص سے قادیانیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ان سے بائیکاٹ کریں تو شاید اللہ تعالیٰ انہیں ایمان کی دولت نصیب فرمائیں۔

آپؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راولپنڈی، کوئٹہ، کراچی جیسے اہم مراکز کے پلیٹ فارم سے بھی دینی اور تبلیغی خدمات انجام دیں۔ الحمدللہ! مولانا مرحوم نے جماعتی حلقہ کو اپنے پیار و محبت، ایثار و قربانی سے بہت خوب جوڑ رکھا تھا۔ جس حلقہ میں صدیقی صاحب مرحوم نے کام کیا اس حلقہ کے یاران بزم آج بھی آپ کے حسن اخلاق اور مشن سے وفاداری کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے گن گاتے ہیں۔ خصوصاً اسکول، کالج کے وہ نوجوان احباب جن میں آپ نے تحفظ ختم نبوت کے کاز سے وابستہ ہونے اور اپنی جان، جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا

کرنے کا جذبہ صادق پیدا کیا، اس کی بنیادوں میں صدیقی صاحب مرحوم کی محنت اور محبت کا دخل تھا۔

صدیقی صاحب مرحوم اندرون سندھ بطور مبلغ کام کر رہے تھے جبکہ راقم کی پہلی تشکیل اسلام آباد شہر میں ہوئی۔ شہید ختم نبوت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت کے بعد راقم کی تشکیل کراچی مرکز میں کی گئی، بس پھر یوں صدیقی صاحب مرحوم سے چولی دامن کا تعلق بن گیا۔ اندرون سندھ آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اسی طرح مولانا مرحوم بھی کراچی اکثر و بیشتر جماعتی اسفار پر آتے رہتے تھے۔ مولانا مرحوم نے ضلع میر پور خاص، تالپی، بدین، ٹوکوٹ، عمرکوٹ، تھرپارکر، کنری، مٹھی، ٹھٹھہ، گھارو، نہ جانے سندھ کا کون کون سا گوٹھ، دیہات ایسا ہوگا، جہاں کا سفر نہیں کیا۔ سفر بھی آرام دہ کار، اے سی بس میں نہیں بلکہ نان، اے سی، خستہ حال، پرانی کھٹارہ بسوں اور ریگستانی علاقوں میں کیکڑا نما ٹرک یا بس پر سفر کیا۔ دھوپ، گرمی، سردی، خوشی، غمی دن رات، صبح و شام بس ایک ہی دھن، ایک ہی صدا ہر جگہ ایک ہی آواز لگاتے لگاتے زندگی کی شام ہوگئی۔ حیات مستعار کا سورج غروب ہوگیا، سفر تمام ہوگیا، بدن تھک گیا۔ (آپ کے معالج ڈاکٹر نے بھی آخری وقت میں کہا کہ مولانا کا بدن تھک گیا ساتھ نہیں دے رہا)۔

ہماری ملاقات کا ایک طویل دورانیہ سہ ماہی اجلاس مبلغین ملتان مرکز ہوا کرتا تھا، جہاں پر پاکستان بھر کے تمام مبلغین ختم نبوت حاضر ہوتے، مولانا موصوف بھی تشریف لاتے، آتے جاتے کبھی کبھار سفر بھی اکٹھے ہوجاتا۔ دوران اجلاس و قیام اپنے حلقہ میں تبلیغی کام، مبلغین سے متعلق کافی فکرمند ہوتے اپنی اور دیگر احباب کی ضروریات اور حلقے کے تقاضوں سے متعلق گفت و شنید ہوتی۔

مولانا موصوف بہت باہمت انسان تھے، اصل بات یہ ہے کہ مولانا کی گھٹی میں ختم نبوت کے کام کی محبت تھی، چناب نگر کی سالانہ کانفرنس کی تیاری کا اجلاس، مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوتا، حلقہ جات میں اشتہارات دیگر تشہیری مواد تقسیم ہوتا اور تمام مبلغ اپنے اپنے رخ پر چل دیتے، جس جمعرات اور جمعہ کو کانفرنس انعقاد پذیر ہوتی اس سے تین چار دن قبل تمام خدام ختم نبوت، مبلغین اپنے اپنے حلقہ جات سے واپس آجاتے اور اپنی اپنی ڈیوٹی پر توجہ دیتے۔

مولانا مرحوم عرصہ دراز سے ایک اہم ترین ڈیوٹی سر انجام دیتے ہوئے چلے آرہے تھے مکمل پنڈال کی تیاری، شامیانے لگوانا، لائٹ کا مکمل انتظام کروانا، اسپیکر والے کے ساتھ ساتھ رہنا، پوری کانفرنس کا دارومدار ان اہم کاموں پر ہوتا جو مولانا موصوف انجام دیتے۔ کانفرنس کا دن آجاتا، آغاز سے لے کر اختتام تک بہت ہی جانفشانی سے اپنی ڈیوٹی اور فرض نبھانے میں لگے رہتے، خاص طور پر کانفرنس کا آغاز، رات کی مکمل نشست اور اس سے بھی زیادہ اہم کہ قبل از فجر نماز کے لئے رات بھر کے جاگے ہوئے سامعین کو نیند سے بیدار کرنا، درس قرآن کریم کا بار بار اعلان کرنا اور اس فجر والے بیان کا اہتمام کرنا، یہ مولانا کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ یہ ایک عاشق رسول اور عقیدۂ ختم نبوت کے پاسباں کی زندگی کی چند جھلکیاں پیش کی گئیں۔ جن کی زندگی صرف اس لئے تھی کہ:

دلوں میں درد کی شمعیں جلا کے چھوڑ گیا
اک جہاں کو اپنا بنا کے چھوڑ گیا
جو یہ کہتے کہتے چلا گیا:

دیوانے گزر جائیں گے ہر منزل غم سے
حیرت سے زمانہ انہیں تکتا ہی رہے گا
آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

مولانا صدیقی مرحوم زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن پر گامزن رہے، اس کی آبیاری کرتے کرتے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ بستر علالت پر بھی جماعت کے کام اور پروگراموں کی طرف متوجہ رہے، میں ملاقات کے لئے حاضر ہوتا کارگزاری دل جوئی کے لئے پیش کرتا تو کہتے: مجھے معلوم ہے، انوار بھائی نے بتلایا ہے، آج فلاں جگہ گئے ہیں، موبائل سے بھی معلوم ہوگیا تھا، راقم کی آخری ملاقات ہل پارک کے ہسپتال میں ہوئی، حالت اطمینان بخش نہیں تھی، میں نے درود شریف اور دعاؤں کا ورد شروع کیا، دم کیا صدیقی صاحب مرحوم کہنے لگے: ”مجھے پیاس لگی ہے یہ ڈاکٹر پانی نہیں پینے دیتے، آپ اپنی جیب میں چھپا کر ہی پانی لے آتے“ میں نے کہا: آپ کو ضرور پانی پلائیں گے۔ اس پر مسکرائے۔ میری درخواست پر درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ورد شروع کردیا بس یہ آخری ملاقات، دیدار عاشق تھا۔

بندہ ناکارہ رات بعد عشاء جلسہ میں چلا گیا دوران تقریر تقریباً بارہ بجے موبائل پر رنگ آئی اسکرین پر بھائی انوار الحسن شاہ کا نام دیکھا فوراً زبان سے نکلا: یا اللہ خیر! بس وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا، بیان ختم کیا، فوراً ہسپتال پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم کی دوران علالت ایک بات بندہ نے خاص طور پر مشاہدہ کی کہ اس بیماری میں جتنی بھی تکلیف آئی، مولانا مرحوم نے کوئی کمزوری اور ناامیدی والا جملہ زبان سے نہیں نکالا، بالکل مطمئن، پُر یقین اور راضی برضا یوں جیسے اپنا مقام جنت الفردوس کی شکل میں دنیا میں ہی دیکھ چکے تھے۔

رب کریم مولانا کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں اور اکابرین ختم نبوت کی ہمسائیگی میں جگہ نصیب فرمائیں۔ آمین۔☆

ہوشیار اے ملتِ بیضائے ما!

مولانا بلال عبدالحئی حسنی ندوی

جن کے سامنے دنیا کی تاریخ ہے، وہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا ایک جیسی کبھی نہیں رہی، اس میں ہزاروں انقلابات آئے، نشیب وفراز ہوئے، انسانیت کبھی اپنے عروج کو پہنچی اور کبھی درندگی نے سارے حدود پار کرلئے، تاریخ عالم کے صفحات جس طرح عدل و انصاف کے حیرت انگیز واقعات سے روشن ہیں، اسی طرح ظلم واستبداد کی کہانیوں سے شرمسار بھی، یہ سب کچھ ہوا اور قیامت تک ہوتا رہے گا، انصاف وظلم اور حق وباطل کی جنگ ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی، یہ جنگ اندر بھی جاری ہے اور باہر بھی اور اگر اسباب در اسباب حقیقت تک رسائی حاصل کرلی جائے تو اندازہ یہ ہوتا ہے کہ باہر کے یہ سارے معرکے اندر کی کشمکش کا نتیجہ ہیں، مسئلہ صرف ان معرکوں کا نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق وانصاف کا بول بالا کیسے ہو؟ بھٹکے ہوئے انسانوں کو انسانیت کے راستے پر کیسے لایا جائے؟ اس کے لئے اگر راہنمائی مل سکتی ہے تو صرف اور صرف آسمانی ہدایت میں، حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتارے گئے اور اس ہدایت کے ساتھ اتارے گئے کہ اس زمین پر جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے لئے سنوارا، آدم کی اولاد اس میں بگاڑ نہ پیدا کرے، ظلم و ناانصافی نہ کرے اور انہی آسمانی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے جو حضرت آدم علیہ السلام لے کر آئے، پھر جب انسان نے وہ آسمانی ہدایات فراموش کیں تو اللہ تعالیٰ نے انہی انسانوں میں سے اپنے برگزیدہ بندوں کا انتخاب کیا، اعلیٰ انسانی اخلاق کا ان کو نمونہ بنا کر ان پر وحی بھیجی اور گم کردہ راہ انسانیت کو ان کے ذریعہ سے ہدایت بخشی، سینکڑوں ہزاروں سال یہی سلسلہ چلتا رہا، لیکن جب ظلم واستبداد نے سارے حدود پار کرلئے، ساسانی اور بازنطینی سلطنتوں میں انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جانے لگا، جس کی آخری ظالمانہ شکل مورخین نے یہ لکھی ہے کہ بڑی دعوتوں میں راتوں کو روشنی کرنے کی ایک گھناؤنی شکل یہ اختیار کی جاتی تھی کہ کسی غلام کو باندھ کر اس کے کپڑوں میں آگ لگادی جاتی اور اس کی روشنی میں لوگ کھانا کھاتے تھے، پھر سنگ دلی کی انتہا یہ تھی کہ جب وہ غلام دم توڑنے لگتا تو لوگ اس کی جانکنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس پر ٹوٹ پڑتے تھے، جو اس درجہ اپنے نفس اور اپنی عادتوں کے غلام بن چکے تھے کہ مر جانا منظور تھا، لیکن مٹی کے برتنوں میں پانی پینا گوارا نہ تھا۔

عربوں میں بعض بڑی خوبیاں تھیں، لیکن ان کی شقاوت کا اندازہ صرف اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ایک صحابیؓ اچانک بیٹھے بیٹھے بے ہوش سے ہونے لگے، ہوش آنے پر لوگوں نے سبب پوچھا تو انہوں نے اسلام سے پہلا کا اپنا واقعہ رو رو کر سنایا، میرے گھر میں بچی کی ولادت ہوئی جو میرے لئے کسی تازیانہ سے کم نہ تھی، کسی وجہ سے میں نے اس کو گوارا کرلیا، دو تین سال میں وہ مجھ سے مانوس ہوئی، مگر شیطان نے اپنا کام کیا ایک روز میں چپکے سے اس کو لے کر گیا تا کہ چھٹی حاصل کرلوں، میں نے گڑھا کھودا اس کو گڑھا میں کھڑا کیا، مٹی ڈالنی شروع کی، وہ معصوم اس کو کھیل سمجھ کر ہنستی کھیلتی رہی، لیکن جب گڑھا پٹنے لگا تو اس کو تکلیف شروع ہوئی، بے چاری رو رو کر فریاد کرنے لگی، مگر میں پرواہ کئے بغیر اس پر مٹی ڈالتا رہا، آج بھی جب مجھے اس کا خیال آجاتا ہے تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگتی ہے۔

اس تیرہ تاریک ماحول میں ختم نبوت کا آفتاب فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوا، جن کے دلوں میں روشنی تھی، ان کی آنکھیں کھل گئیں اور جو تاریکی کے خوگر ہوچکے تھے، ان کی آنکھیں چوندھیانے لگیں، انہوں نے آفتاب کی روشنی کو گل کرنا چاہا اور جب یہ نہ کرسکے تو اپنے آپ کو تاریکیوں میں چھپانے لگے، اپنی عورتوں اور بچوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے، مگر جس پر بھی نبوت کا نور پڑ گیا وہ روشن ہوگیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک حضرات انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور اپنے اپنے زمانوں میں ہدایت کی قندیلیں روشن کرتے رہے، لیکن مرور زمانہ سے وہ روشنیاں اتنا مدھم پڑگئیں کہ راستے اوجھل ہوگئے، قومیں گرتی پڑتی سفر کرتی رہیں، جدھر جس کا رخ ہوگیا وہ بڑھتا گیا، منزل سے دور ہوتا گیا، لیکن اپنی راہ ورسم میں ایسا مست ہوا کہ طلوع آفتاب کے بعد بھی شاہراہ اسلام

اس کی نگاہوں سے اوجھل رہی اور کسی نے ہاتھ پکڑ کر بھی راستہ بتانا چاہا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیا، ہاں ان میں بہت باشعور بھی تھے، جن کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا، انہوں نے راہبر کو مسیحا جانا اور اپنی منزل کی طرف لوٹ آئے۔

آج دنیا کی قوموں کا حال ان بدمست قافلوں کا ہے جن کو نہ راستے کا پتہ نہ منزل کا، لیکن وہ جہل مرکب کا شکار ہیں، ان کو اپنے علم اور دانائی پر ناز ہے، حقیقی منزل سے بے خبر ہوتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کا استاذ مانتے ہیں۔

کسی بڑے فلاسفر کو یہ کام سپرد کر دیا گیا کہ وہ روح کے بارے میں تحقیق پیش کرے، بیچارہ بیس سال سرکھپاتا رہا، اربوں ڈالر خرچ کر دیے گئے، نتیجہ صفر تھا، لیکن اپنے جہل پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے یہ تحقیق پیش کر دی کہ روح نکل کر ایک خاص سیارہ میں چلی جاتی ہے، اس بیچارے سے کوئی پوچھے کہ وہ سیارہ کہاں ہے؟ روح وہاں جا کر کیا کرتی ہے اور یہ روح نکلتی کیوں ہے اور اس کا کوئی وقت متعین کیوں نہیں؟ اور سارے سوالات کے بعد اس کی عقل حیران ہے۔

جواب اگر ہے تو احساس جہل میں ہے، اس کی کنجی تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس ہے، ان جہالتوں کے تالے تو نبی آخر الزماں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولے ہیں، جب تک آپ کے نقش پا کر خزانہ علوم نہ سمجھا جائے، اس وقت تک یہ دنیا ان ہی تاریکیوں میں بھٹکتی اور بھٹکاتی رہے گی، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو سو رہا ہو اس کو جگا دیا جائے، لیکن جو سوتا بنا ہوا ہو اس کو کون بیدار کر سکتا ہے؟

ان لوگوں کو حال یہ ہے کہ ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ کی رسالت و بعثت پر ایسا ہی یقین رکھتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کے بارے میں جانتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ، لیکن وہ بینا ہو کر بھی نابینا ہیں اور پھر طرہ یہ کہ پوری دنیا کو اندھا کر دینا ان کا مشن ہے، پوری دنیا کے حق میں وہ خونخوار بھیڑیے ہیں کہ اگر دنیا نے ان سے حفاظت کا سامان نہ کیا تو اسی طرح گلۂ انسانی کو برباد کر کے رکھ دیں گے، جیسے خونخوار بھیڑیا بھیڑوں اور بکریوں کے گلہ کو کرتا ہے۔

ایسی خطرناک صورت حال میں بڑی بیدار مغزی کی ضرورت ہے، بھیڑیے چند ہی ہوتے ہیں، امت اسلامیہ ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کو ان سے خبردار کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ جس طرح ساڑھے چودہ سو سال پہلے انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل مراد تک پہنچایا تھا، آج بھی وہی ہدایات آسمانی جن کا سرچشمہ صرف اور صرف ذات نبوی تھی، وہی ہدایات اور اسی ذات کی دی ہوئی تعلیمات اور بتائے ہوئے راستہ میں نجات منحصر ہے، انسان اپنے لئے اگر نمونہ تلاش کرتا ہے تو انسانوں ہی میں کرتا ہے فرشتے جو کر سکتے ہیں وہ انسان نہیں کر سکتا فطرت انسانی کے سانچے میں ڈھل کر ہی انسان، انسان بنتا ہے۔ اس فطرت انسانی کا اعلیٰ ترین مظہر ذات نبوی ہے، جن کو اس اٹھان پر خود خدا نے اٹھایا ہے ارشاد نبوی ہے:

”ادبنی ربی فاحسن تادیبی
وعلمنی فاحسن تعلیمی۔“

ترجمہ: ”میرے رب نے مجھے آداب سکھائے اور خوب سکھائے، تعلیم دی اور خوب دی۔“

صاف اعلان کر دیا گیا:

”لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ
اسوۃ حسنۃ۔“

ترجمہ: ”تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔“

یہ صرف اس امت کی خصوصیت ہے اور یہ خصوصیت خود ذات گرامی کا فیضان ہے کہ اس امت نے اپنے نبی کے بارے میں نہ افراط سے کام لیا نہ تفریط سے، نہ محبت میں کمی کی اور نہ ہی خدا کا بیٹا بنا دیا، جیسا کہ دوسری قوموں نے کیا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا اور یہودیوں نے اپنے ایک نبی پر (جو خود ان کے مورث اعلیٰ بھی ہیں) الزام تراشیاں کیں جو ان کی مذہبی کتابوں میں موجود ہیں، امت محمدی اس افراط و تفریط سے محفوظ رہی، یہی توازن واطاعت کا معیار اور محبت کی جان ہے جو بھی اس حقیقت سے بے بہرہ ہوا اور بھٹکا اور بھٹکتا چلا گیا اور غیروں کے راستہ پر پڑ گیا۔

آج رسالت محمدی کے بارے میں یہ دو باتیں بڑی اہم ہیں، ایک اس میں توازن قائم رکھنا، خود فرمان نبوی ہے:

”لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ
عیسیٰ بن مریم“

ترجمہ: ”میرے بارے میں ایسا غلو نہ کرو جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا۔“ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں تو تم مجھے اللہ کا بندہ و رسول ہی سمجھنا۔

اس کے ساتھ امت کی یہ بھی ذمہ داری ہے اور اس کے ایمان کا حصہ ہے کہ محبت و فدائیت اس کا شعار رہے، اپنی جان و تن قربان کرنے کا جذبہ بیدار رہے اور ہر ہر امتی آپ کے ناموس کے لئے، یہاں تک کہ آپ کی تعلیمات و ہدایات کی حفاظت کے لئے مضطرب اور بے قرار رہے، یہی اس امت کی پہچان ہے اور وحدت امت کی بقا کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

مغربی قوموں نے یہ حقیقت سمجھ لی ہے، اس لئے آج ان کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ اس سے امت کے تعلق کو کمزور کیا جائے، خالص مغرب زدہ نام و نہاد مسلمان آلۂ کار بن کر رہ جائیں، لیکن ہوشیار اے ملت بیضائے ما!☆☆☆

مولانا محمد علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

چند یادیں، چند باتیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد علی صدیقیؒ ڈاکٹر دین محمد فریدی مدظلہ کے فرزند ارجمند اور خانقاہ سراجیہ کے متعلقین میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم جامعہ سراجیہ خانقاہ سراجیہ میں حاصل کی۔ کچھ عرصہ جامعہ قادریہ بھکر، مولانا محمد عبداللہؒ کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی۔ بھکر کے علاقہ بہل میں مولانا عبدالحمید کے ہاں بھی زیر تعلیم رہے۔

۱۹۸۹ء میں دورۂ حدیث شریف فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں جامعہ اسلامیہ مولانا محمد یعقوب ربانی سے کیا۔ ۱۹۹۰ء میں ختم نبوت کورس ملتان میں تین ماہ تک زیر تعلیم رہے۔ ختم نبوت کورس کی تکمیل کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے شعبہ تبلیغ میں شامل کرلیا، راولپنڈی، کوئٹہ، کراچی، بہاولنگر کے علاوہ سندھ میں میرپور خاص، تھرپارکر، مٹھی، عمرکوٹ سمیت کئی ایک اضلاع میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ سر انجام دیا۔ ”جب آتش جواں تھا“ موصوف نے سندھ کے بہت سے اضلاع کو سنبھالے رکھا، بلکہ آدھا سندھ سنبھالے رکھا۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۱۷ء تک تقریباً ۲۷ سال تک مبلغ رہے۔

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں سب سے مشکل ڈیوٹی ان کے ذمہ ہوتی، جو کانفرنس کی تاریخ سے دو روز پہلے شروع ہوجاتی۔ یعنی شامیانے، قناتیں، لاؤڈ اسپیکر اور لائٹ اپنی نگرانی میں لگواتے۔ علاوہ ازیں اسٹیج پر بھی راقم کے ساتھ ڈیوٹی دیتے۔ جمعرات صبح اور جمعہ صبح کے درس کا انتظام واعلان ان کے ذمہ ہوتا اور یہ ڈیوٹی اعزازی ہوتی۔ بایں معنی کہ وہ خود یہ ڈیوٹی اپنے ذمہ لے لیتے نیز اسٹیج سیکرٹری کے لئے بھی وہ کانفرنس کا آغاز صبح دس بجے حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کی دعا سے کراتے اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی رحلت کے بعد ان کے جانشین حضرت صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ کی دعا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد حفظہ اللہ کے افتتاحی کلمات سے کانفرنس کا افتتاح کراکے ظہر تک یہ نشست چلاتے اور مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ ان کے معاون ہوتے۔ تقریباً ستائیس سال تک انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔

اسٹیج سیکرٹری شپ میں تااختتام کانفرنس اسٹیج پر براجمان رہتے۔ نیز جمعرات عصر سے مغرب تک سوال و جواب کی نشست میں جب تک محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ زندہ رہے۔ سوال و جواب کی نشست میں چٹیں پکڑانا اور جوابات دلوانا ان کے ذمہ رہا۔ مذکورہ بالا حضرات کی شہادت کے بعد یہ نشست شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے پاس چلی گئی تو مولانا کے معاون کی حیثیت سے یہ ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ حضرت خواجہ خواجگان نوراللہ مرقدہ کی اسٹیج پر تشریف آوری ہوتی تو موصوف پھولے نہ سماتے اور زوردار نعروں سے حضرت والا کا استقبال فرماتے اور ایسے ہی وجد و جذب کی کیفیت اس وقت ہوتی جب قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ تشریف لاتے تو بھرپور نعروں سے آپ کا استقبال فرماتے۔ چند ماہ قبل حیدرآباد دفتر میں ایک دو روز اکٹھے رہنے کا اتفاق ہوا تو جب بھی دیکھا، انہیں فیس بک پر مصروف دیکھا تو راقم نے کہا کہ کاش کہ آپ اتنی دیر کوئی کتاب دیکھ لیتے یا اپنے رسائل میں سے کوئی رسالہ دیکھتے تو پورا پڑھ لیتے، تو کہا کہ میں فیس بک پر قادیانیوں کے لئے وبال جان بنا ہوا ہوں اور انہوں نے فیس بک پر مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے نام سے گروپ بنایا ہوا تھا، جس میں کئی ایک نوجوان رد قادیانیت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس بات کا احساس ان کی بیماری کے دوران اور وفات کے بعد ہوا کہ دسیوں حضرات نے ان کی خیر خیریت دریافت کی اور انہیں صحت کی دعائیں دیں۔ کئی ایک نوجوانوں نے فیس بک پر لکھا کہ ہم آج یتیم ہوگئے، کئی ایک نوجوانوں نے ان کی وفات پر نظم ونثر میں مرثیے لکھے اور فیس بک پر وہ قادیانیوں کو ناکوں چنے چبواتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

سندھ میں تقرری کے دوران وہ ایسے علاقوں میں گئے جو قادیانیت کا گڑھ سمجھے جاتے تھے۔ ان کی سینکڑوں ایکڑ اراضی تھی اور قادیانی نوجوانوں کی تربیت یافتہ تنظیم خدام الاحمدیہ منظم، مسلح اور فعال تھی، لیکن وہ اللہ پاک کے بھروسے پر تشریف لے گئے اور قادیانیوں کو بھرپور طریقہ سے للکارا۔ اگر کسی علاقہ میں قادیانیوں کی غیر قانونی، غیر اسلامی سرگرمیوں کا سنا تو کوئی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہاں گئے۔ معززین علاقہ کو ملے۔ انتظامیہ کے افسران سے ملے اور انہیں قادیانیوں کی ارتدادانہ سرگرمیوں

سے آگاہ کیا اور انسداد کئے بغیر وہاں سے واپس نہ ہوئے۔ ان کا نام قادیانیوں کے لئے خوف کی علامت تھا۔ کئی مرتبہ انہوں نے بندہ کو ساتھ لے کر ان علاقوں کا دورہ کیا۔ واقعتاً وہ دشوار گزار اور قادیانیت کی آماجگاہ تھے۔ عام سواریوں، ویگنوں، بسوں اور رکشوں پر سفر کر کے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔

ان کا میڈیا سے گہرا تعلق تھا، جہاں گئے وہاں کسی نہ کسی اخباری نمائندہ کو ساتھی بنا کر آئے۔ گزشتہ چند ماہ سے معدے اور جگر کے مریض چلے آرہے تھے۔ وفات سے چند دن پہلے تک ان سے مسلسل رابطہ رہا۔ گزشتہ ایک ماہ سے وہ کراچی چیک اپ کے لئے تشریف لے گئے۔ کراچی دفتر کے زعما، مولانا اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، رانا محمد انور، سید انوار الحسن سمیت تمام ساتھیوں نے اپنے ساتھی کے آرام وراحت اور علاج معالجہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی، لیکن اللہ پاک نے ہمارے دنیا میں آنے سے پہلے ہماری زندگی، ہماری موت، مقام موت، سبب موت غرضیکہ تمام چیزیں لکھ دی ہیں جو کہ ہو کر رہتی ہیں:

”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“

مرحوم کے ایک بھائی حکیم احمد علی صدیقی کراچی میں مطب کرتے ہیں اور رہائش بھی کراچی میں ہے۔ نیز والد محترم ڈاکٹر دین محمد فریدی، ان کی اہلیہ محترمہ کراچی تشریف لے آئے۔ ۲۵ر فروری رات بارہ بجے کے قریب ان کا انتقال ہوا۔

۲۶ر فروری ۱۲ بجے دوپہر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں امیر مرکزیہ استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علما وطلبا کرام نے شرکت کی۔ بعد ازاں ان کا جسد خاکی ہوائی جہاز کے ذریعہ لاہور اور لاہور سے ایمبولینس کے ذریعہ بھکر لایا گیا۔ اگلے روز ۲۷ر فروری ۱۰ بجے صبح ان کی نماز جنازہ بھکر میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین اور ان کے مرشد حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء کرام، معززین علاقہ، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور ان کی میت کو کندھا دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم اپنے رفقاء مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور، مولانا محمد انس، ماسٹر عزیز الرحمن رحمانی کی معیت میں بھکر تشریف لے گئے۔ جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین جھنگ سے، منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ اپنے والد محترم اور رفقاء سمیت لیہ سے، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال تونسہ شریف سے بھکر تشریف لاکر جنازہ میں شریک ہوئے۔ راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی سرائے نورنگ تھا کہ رات کو ساڑھے بارہ بجے اطلاع ہوئی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو جگا کر اطلاع کی۔

۲۶ر فروری کو حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب اور راقم الحروف کی مجلس مشاورت ہوئی کہ جنازہ میں کون کون شریک ہو۔ مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ بنوں میں ۲۷ر فروری کو کانفرنس ہے، جس کے لئے وہاں کے ساتھیوں نے بھرپور انتظام کر رکھا ہے۔ تو طے ہوا کہ محمد اسماعیل جنازہ میں شریک ہو تاکہ جنازہ اور کانفرنس دونوں میں شرکت ہوسکے۔ چنانچہ راقم بیان سے فارغ ہو کر سرائے نورنگ سے عازم بھکر ہوا۔ راقم کے ساتھ خوشاب کے مبلغ مولانا محمد نعیم سلمہ بھی تھے۔ اگلے دن جنازہ میں شرکت نصیب ہوئی۔ جنازہ سے پہلے مولانا مفتی شہاب الدین موسیٰ زئی شریف، مولانا مجیب الرحمن منتظم اعلیٰ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، نبیرہ امیر شریعت سید کفیل بخاری، جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا صفی اللہ اور راقم نے ان کی شاندار خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ مرکزی ناظم اعلیٰ تدفین تک قبرستان میں رہے۔ تدفین کے بعد آخری دعا راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی کے حصہ میں آئی اور یوں اپنے ستائیس سالہ رفیق کو سپرد خاک کر کے اپنے اپنے پروگراموں پر روانہ ہوگئے۔

اللہ پاک موصوف کی قبر کو بقعۂ نور اور جنت کے باغوں میں ایک باغ بنائے اور ان کے بوڑھے والد محترم ڈاکٹر دین محمد فریدی، بھائیوں محمد اشرف، مولانا محمود الحسن، حکیم احمد علی، حافظ عطاء اللہ، بچوں بیوہ اور تمام عزیز و اقارب کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ، چھ بچے، والد محترم اور بھائیوں کو سوگوار چھوڑا، مولانا محمد علی کی رحلت صرف خاندان کے لئے نہیں پوری جماعت کے لئے صدمہ ہے، پورے ملک سے تعزیتی فونوں اور میسجز کا سلسلہ جاری رہا۔ ☆☆☆

تالی میں ایک خاندان کا قبول اسلام

کنری.... تالی تحصیل کنری ضلع عمرکوٹ میں قادیانیوں کے گاؤں ۱۵ واٹر کے رہائش اشرف آرائیں اور اس کی بیوی دو بچیاں اور ایک بیٹا عبدالرحمن نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ محمد اشرف کا کہنا تھا کہ اس نے خوشی سے اسلام قبول کیا ہے اور قادیانیت کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ تالی تھرپارکر کے مبلغ مولانا مختار نے ان کو مبارکباد دی اور استقامت کی دعا کرائی۔

کُل کراچی بین المدارس، فائنل

تقریری مقابلہ

ضبط وترتیب: مولانا محمد شعیب کمال

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام کُل کراچی بین المدارس تقریری مقابلے کا حسب سابق انعقاد کیا گیا۔ یہ مقابلہ تین مرحلوں پر مشتمل تھا۔ پہلے مرحلے میں ۱۸ ٹاؤنز کے طلبا نے ۱۷ مقامات پر مقابلہ میں حصہ لیا، جن میں ۱۱۰ مدارس کے ۲۰۸ طلبا نے شرکت کی۔ جن طلبا نے پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی وہ طلبا ضلعی مقابلہ کے لئے منتخب ہوئے۔ دوسرے مرحلے میں کراچی کے پانچ اضلاع میں مقابلے ہوئے، جن طلبا نے دوسرے مرحلہ میں بھی پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی طلبا کُل کراچی مرکزی تقریری مقابلے میں شرکت کے اہل قرار پائے۔ (پہلے اور دوسرے مرحلے کی مفصل رپورٹ پہلے شائع ہوچکی ہے)، اب مرکزی مقابلہ کی رپورٹ پیش خدمت ہے:

یہ مقابلہ ۹؍فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب جامع مسجد باب الرحمت (دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نمائش، کراچی) میں منعقد ہوا۔ مقابلہ کا عنوان ''فتنۂ قادیانیت اور امت مسلمہ کا کردار'' تجویز کیا گیا تھا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالحئی مطمئن اور مولانا محمد قاسم انجام دے رہے تھے۔ تلاوت اور حمد ونعت کے بعد مقابلے کا آغاز ہوا، جس میں ضلعی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے درج ذیل ۱۵ طلبا نے مقابلہ میں حصہ لیا۔

۱:... حامد بن مقصود احمد، درجہ خامسہ، جامعہ قرطبہ کلفٹن۔

۲:... سمیع اللہ بن ارسلا خان، درجہ رابعہ، جامعہ بیت المکرم، گلشن اقبال (شاخ دارالعلوم کراچی)۔

۳:... محمد لقمان بن عبدالسلام، درجہ خامسہ، جامعہ قرطبہ کلفٹن۔

۴:... شبیر احمد بن خان گل، درجہ ثالثہ، جامعہ خلفائے راشدین، گولیمار۔

۵:... شاکر اللہ بن اللہ داد شاہ، درجہ دورۂ حدیث، جامعہ مدنیہ، نیو کراچی۔

۶:... محمد ندیم بن بہادر خان، درجہ سادسہ، جامعہ عثمانیہ، شیر شاہ۔

۷:... محمد افتخار بن محمد زمان، درجہ خامسہ، مدرسہ عربیہ فرقانیہ، جیل چورنگی۔

۸:... اسامہ خطیب بن خطیب الرحمٰن، درجہ خامسہ، ادارہ معارف القرآن، ایوب گوٹھ۔

۹:... محمد حذیفہ بن عنایت اللہ، درجہ خامسہ، جامعہ بیت السلام، لنک روڈ۔

۱۰:... عرفان احمد بن محمد گل زمان، درجہ دورۂ حدیث، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی۔

۱۱:... منور اعجاز بن اعجاز خان، درجہ خامسہ، جامعہ خلفائے راشدین، گولیمار۔

۱۲:... ظہور احمد رحمانی بن رحمٰن الدین، درجہ سادسہ، جامعہ گلشن عمر، سہراب گوٹھ شاخ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔

۱۳:... فاروق احمد بن سعادت خان، درجہ رابعہ، مدرسہ رحمانیہ، بلال کالونی کورنگی شاخ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔

۱۴:... ضیب حسن بن جان شیر، درجہ متوسطہ، مدرسہ مظاہر العلوم، پٹھان کالونی۔

۱۵:... نجیب اللہ بن شیرات خان، درجہ خامسہ، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ملیر شاخ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔

تمام طلبا نے بھرپور تیاری کے ساتھ مقابلہ میں حصہ لیا۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے مفصل خطاب کیا۔ آپ نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ''عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد اور اساس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک امت نے ہر دور میں اس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں۔ جب انگریز سامراج کے دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے دین اسلام کو نقصان پہنچانا چاہا تو ہمارے اکابر نے میدانِ عمل میں اتر کر برطانوی سامراج کی اس سازش کو ناکام بنا ڈالا۔ ہمارے اسلاف نے دنیا کا ہر ستم برداشت کیا، پھانسی کے پھندوں پر جھول گئے، جیل کی کال کوٹھڑیوں کو آباد کیا، اپنی آل اولاد کو قربان کیا، غرض یہ کہ عشق و وفا کی لازوال داستانیں رقم کردیں، مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر حرف نہیں آنے دیا۔ ہمارے اسلاف کی انہی قربانیوں کی بدولت یہ مشن آج ہم تک پہنچا ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس مشن کو لے کر آگے بڑھیں اور اس بات کا عزم کریں کہ مرتے دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ کریں گے۔''

انہوں نے اس موقع پر طلبا کو چناب نگر میں ۲۲ روزہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس میں شرکت کی دعوت بھی

دی تا کہ اس حوالے سے دلائل و براہین سے لیس ہو کر میدان عمل میں اتریں۔ اس کے بعد تقریری مقابلہ کے نتیجے کا اعلان ہوا اور طلبا کو انعامات بھی دیے گئے۔ تمام شرکاء مقابلہ کو انعام میں ایک سوٹ اور خطبات حکیم العصر مکمل ۱۲ حصے دیے گئے۔ سوم انعام میں اس کے ساتھ معارف نبوی مکمل ۴ جلدیں، تحفۂ قادیانیت ۵ جلدیں اور پندرہ سو روپے نقدی تھے۔ دوم انعام میں اس کے ساتھ ائمہ تلبیس اور دو ہزار روپے نقد انعام تھا۔ اول انعام میں اس کے ساتھ فتاویٰ ختم نبوت مکمل تین جلدیں اور پچیس سو روپے نقد انعام تھا، اسی طرح مصنفین حضرات کو دروس ختم نبوت، تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء اور ایک سوٹ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ مزید براں تقریری مقابلہ ناؤنز اور اضلاع کے مسؤلین کو دروس ختم نبوت خدمات ختم نبوت حضرت نانوتویؒ، تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء شخصیات و تاثرات اور ایک سوٹ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ جبکہ حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، محترم محمد انور رانا، محترم سید انوار الحسن شاہ کو ضلعی مسؤلین کی طرف سے قیمتی جائے نماز بطور ہدیہ بھی پیش کیے گئے۔ مصنفین کے فرائض مولانا قاضی منیب الرحمن، مفتی احسان اللہ شائق اور مفتی محمد عبداللہ حسن زئی نے انجام دیے۔

پروگرام کے بعد طلبا کے لئے طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات کو سنبھالنے کے لئے تقریباً ۱۰۰ خدام ختم نبوت پر مشتمل ۷ عدد ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں۔ پارکنگ اور سیکورٹی کے فرائض مولانا محمد رضوان کی نگرانی میں حلقہ منظور کالونی کے کارکنان نے انجام دیے۔ طلبا کے کھانے کا نظم مولانا محمد فیض ربانی اور مولانا وسیم احمد کی نگرانی میں اورنگی ٹاؤن سائٹ ایریا کے کارکنان نے سنبھالا۔ علماء کرام اور دیگر مہمانان خصوصی کے طعام کا نظم مولانا محمد اسحاق مصطفی اور حافظ عبدالوہاب پشاوری کی نگرانی میں ضلع ملیر کے کارکنان نے سنبھالا۔ استقبالیہ کے فرائض راقم الحروف اور حافظ محمد کلیم اللہ نعمان کی نگرانی میں حلقہ صدر ٹاؤن کے کارکنان نے انجام دیے۔ اسٹال اور فیڈ بیک فارم کا کام مولانا محمد سلمان، مولوی محمد زبیر اور بھائی عرفان علی شاہ کی نگرانی میں نارتھ کراچی کے ساتھیوں نے کیا۔ اسٹیج اور پروگرام کے دیگر انتظامی امور مولانا محمد عادل غنی اور مولانا محمد قاسم نے انجام دیے۔ پروگرام میں سینکڑوں علماء کرام اور طلبا شریک ہوئے۔ تمام اکابر حضرات نے پروگرام کی کامیابی اور احسن انتظامات کو سراہا اور انتظامیہ کو مبارکباد دی۔ اللہ رب العزت تمام خدام ختم نبوت کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔ ☆☆☆

ایمان میں خرابی ڈالنے والے اخلاق و اعمال

غصہ: بہز بن حکیم اپنے والد حکیم کے واسطے سے اپنے دادا معاویہ بن حیدہ قشیری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (کڑوی چیز) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔" (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: درحقیقت غصہ ایسی ہی ایمان سوز چیز ہے، جب آدمی پر غصہ سوار ہوتا ہے تو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے وہ تجاوز کر جاتا ہے اور اس سے وہ باتیں اور وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو اس کے دین کو برباد کر دیتی ہیں اور اللہ کی نظر سے اس کو گرا دیتی ہیں۔

ظلم: اوس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کیلئے، اور اس کا ساتھ دینے کیلئے چلا اس حال میں کہ اس کو اس بات کا علم تھا کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی)

تشریح: جب ظالم کا ساتھ دینا، اور ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کی کسی قسم کی مدد کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اسلام سے نکل جانے والا قرار دیا، تو سمجھا جا سکتا ہے کہ خود ظلم اسلام و ایمان کے کس قدر منافی ہے، اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ظالموں کا کیا درجہ ہے۔

لعن طعن: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش گو اور بدکلام ہوتا ہے۔" (ترمذی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بدکلامی اور فحش گوئی اور دوسروں کے خلاف زبان درازی کرنا، یہ عادتیں ایمان کے منافی ہیں، اور مسلمان کو ان سے پاک ہونا چاہئے۔

ایمان مکمل کرنے والے تین اعمال: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین خوبیاں جس شخص میں پائی جائیں اس کا ثواب اور بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں واجب ہو گیا اور اس کا ایمان بھی مکمل ہو گیا۔ (۱) اچھے اخلاق جن کے ساتھ لوگوں میں زندگی گزارے۔ (۲) ایسا تقویٰ جو اس کو گناہوں سے بچا سکے۔ (۳) ایسی بردباری، تحمل مزاجی اور صبر جو اس کو نادان آدمی کے ساتھ نادانی سے پیش آنے سے روک سکے۔ (المبزار)

مرسلہ: مفتی صابر محمود گلگتی، کراچی

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، مانسہرہ

مانسہرہ (سیّد شجاع علی شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ڈویژنل میٹنگ صوبائی امیر جناب مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں ڈویژن کی سطح پر مختلف پروگرام منعقد کرکے آل پارٹیز کانفرنس کے مطالبات کی منظوری کے لئے تگ و دو کرنے کا فیصلہ ہوا، اسی میٹنگ میں مانسہرہ میں ۲۳ فروری کو تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا۔ ۲۳ فروری بروز جمعرات بعد از نماز عصر کانفرنس کا آغاز ہوا، جس میں قرأ حضرات کی تلاوت کے علاوہ مختلف ثنا خوان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح سرائی کی اور شعراء نے نظمیں پڑھیں۔ کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے ضلعی صدر سید ہدایت اللہ شاہ نے خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ جمعیت کے صوبائی راہنما مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں مطالبات کی وضاحت کی۔ علاوہ ازیں وکلا کی نمائندگی کرتے ہوئے جناب شاہجہان خان ایڈووکیٹ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا امجد خان صاحب مرکزی راہنما جمعیت علماء اسلام نے آل پارٹیز کانفرنس کی کارروائی سے سامعین کو آگاہ کرتے ہوئے جدوجہد کو تیز کرنے کی تلقین کی، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد طیب صاحب نے مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کی قلعی کھولی اور امت مسلمہ کے جائز اور حقیقی مطالبات کی وضاحت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تاریخی حوالوں سے توہین رسالت کے مرتکب ملحدوں کے انجام بد کا تفصیلی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک قوت نافذہ قائم نہ تھی تو خود خدا نے انتقام لیا اور جب امت کو قوت نافذہ حاصل ہوئی تو ہر دور میں جب بھی کسی ملحد نے ارتکاب جرم کیا اسے کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ ہندوستان کی تاریخ کے مختلف غازیان ملت کہ جنہوں نے ناموس رسالت کے لئے جانیں قربان کیں، ان کے ایمان افروز تذکروں سے مجمع میں گرم جوشی کی لہر دوڑائی۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ توہین رسالت کی سزا جب سے مقرر ہوئی ان شاء اللہ! قائم رہے گی اور اگر حکمران کسی کے اشارے پر بے حیائی پر آمادہ ہوں تو عشاق کبھی انہیں ان کے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے موجودہ حکومت کے مختلف مواقع پر قادیانیوں کے ساتھ نرم گوشے کا حوالہ دے کر تنقید کا نشانہ بنایا اور پرزور انداز میں مجمع سے یہ بات منوائی کہ وزیر اعظم از خود اس امر کی وضاحت کریں کہ قانون میں ترمیم کسی صورت نہ ہوگی۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کے ایمان کو تازہ کیا، ان کا خطاب ساڑھے نو بجے شروع ہوا اور رات گئے پرسکون انداز میں توجہ کے ساتھ سامعین آپ کی دلنشین معروضات پر داد دیتے رہے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل آپ کے ہر عمل کی اللہ کی طرف سے حفاظت کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا اور قرآن، حدیث اور تاریخی واقعات سے یہ بات ثابت کی کہ آپ کا ہر عمل، ہر ادا، ہر تاثر اور ہر قول چودہ سو ستائیس سال ہوگئے اسی طرح محفوظ ہے کیونکہ آپ کی زندگی بہترین نمونہ ہے اور چونکہ سب کچھ محفوظ ہے، اس لئے کسی نئی نبوت و شریعت کی ضرورت ہی نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کے سینے میں موجود ہے صرف گرد ہٹانے کی ضرورت ہے، انہوں نے فرمایا کہ یہ بات واضح ہے کہ کوئی مائی کا لال توہین رسالت کے قانون اور تحفظ ختم نبوت کے قانون کو ختم نہیں کرسکتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے وفائی کی دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوا اور آخرت میں بھی رسوا ہوا۔ حکمران پہلے لوگوں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت قانون درحقیقت معاشرے میں امن کی ضمانت ہے، اگر قانون نہ ہوگا تو عاشقان رسول گستاخوں کا خود حساب لیں گے۔ بدامنی اور انارکی پھیلے گی جس کا مداوا صرف قانون توہین رسالت کی سزا میں ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے خود کو تنہا نہ سمجھیں آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ان کی پشت پر ہے، جس کی مراد آپ کی ہمہ وقتی توجہات ہیں۔ رات گئے حضرت مفتی پوپلزئی صاحب کی رقت انگیز دعا سے یہ پرنور محفل اختتام پذیر ہوئی۔

۲۴ فروری بروز جمعہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے مانسہرہ کے نواحی قصبہ داتہ کی جامع مسجد ختم نبوت میں درس قرآن دیا۔ آپ نے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات سے عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کی اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے تاریخی واقعہ کا ذکر کیا کہ بھٹو دور کے وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی نے جب مفتی صاحب سے اسلام کی جامع تعریف کا ذکر کیا تو انہوں نے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۴ تلاوت فرمائی، جس پر اس نے استفسار کیا تو حضرت مفتی صاحب نے وضاحت کی کہ وحی ماقبل اور وحی نبوت کا ذکر ہے اور بعد کی وحی کی نفی عقیدۂ ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اس کے بعد حضرت شجاع آبادی، مولانا طیب فاروقی صاحب کی محبت میں حسن ابدال کے لئے روانہ ہوگئے۔ ☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

تلمبہ ضلع خانیوال میں دوروزہ ختم نبوت کورس

خانیوال (مولانا گوروہانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دوروزہ تبلیغی دورہ پر ضلع خانیوال میں تشریف لائے۔

خطبہ جمعہ باگڑ سرگانہ: باگڑ سرگانہ خانقاہ سراجیہ سے متعلق پرانا مرکز ہے۔ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے دور میں مسجد بنائی گئی اور باگڑ کے نوے فیصد لوگ اب بھی خانقاہ سراجیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ ہر سال تشریف لاتے۔ موجودہ سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کا خاصہ حلقہ اثر ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۱۷؍فروری کے جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکزی جامع مسجد باگڑ سرگانہ میں دیا۔

تلمبہ میں ختم نبوت کورس: تلمبہ کی مرکزی مسجد میں ۱۷، ۱۸؍فروری کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا انتظام مولانا شوکت علی ناصر، مولانا قاری خالد محمود، مولوی محمد یوسف نے کیا، جس میں دو سو کے قریب حضرات نے شرکت کی۔ پہلے روز راقم نے ابتدائی طور پر کورس کی ضرورت واہمیت پر گفتگو کی۔ بعدازاں استاذ محترم نے ’’عقیدۂ ختم نبوت! قرآن و حدیث اور اجماعت امت کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر لیکچر دیا، جس میں سامعین نے بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا۔ کورس کا دورانیہ نماز مغرب سے عشاء تک رہا۔ دوسرے روز راقم نے ابتدائی گفتگو کی اور مولانا شجاع آبادی نے قادیانیوں کے محبوب ترین موضوع ’’حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام از قرآن، حدیث، اجماعت کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ کورس میں میاں چنوں سے مولانا فیصل عمران اشرف، مفتی محمد احمد، قاری عطاء اللہ انور اور مخدوم پور سے جناب آصف جاوید اپنے رفقاء سمیت شریک ہوئے۔ کورس میں اہل علاقہ نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں استاذ محترم نے ۱۸؍فروری صبح ساڑھے نو سے سوا دس بجے تک جامعہ الحسنین للبنات میں بیان فرمایا اور ظہر کے بعد جامعہ قادریہ عیدگاہ میں طلبا سے خطاب فرمایا۔ ۱۸؍فروری کو کورس کی دوسری نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کی سعادت مولانا اسامہ شوکت نے حاصل کی، ابتدائی بیان راقم نے کیا۔ بعدازاں استاذ محترم نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، دجال کے خروج اور حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ امام مہدی کی علامات کا مرزا قادیانی کے ساتھ تقابل میں فرمایا کہ مرزا قادیانی میں حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی علامات میں سے کوئی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا وہ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ثابت ہوا، جو کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو پھر اس کی کسی اور بات کا اعتبار نہیں رہتا۔

نیز مولانا شجاع آبادی نے اپنے سبق میں فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح‘‘ کے مطابق ۲۰۹ علامات میں جو ۱۱۲ احادیث میں ذکر کی گئی ہیں۔ مرزا قادیانی میں ۲۰۹ علامات میں سے ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی لہٰذا وہ دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا ثابت ہوا۔

کورس میں تلمبہ شہر اور مقامات سے سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

۱۹؍فروری صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد خضریہ تلمبہ میں درس دیا۔ درس کے بعد مبلغین کے اعزاز میں کھانہ دیا گیا۔ فراغت کے بعد استاذ محترم مولانا عبدالقادر شاہ فاضل جامعہ باب العلوم کی معیت میں کہروڑپکا کے لئے تشریف لے گئے۔

کہروڑپکا میں آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس

کہروڑپکا (مولانا منیر احمد ریحان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد تلاب والی میں ۱۹؍فروری ظہر سے عصر تک ’’آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی۔ جس میں تمام مسالک کے علماء کرام، انجمن تاجران کے عمائدین، سیاسی جماعتوں کے زعماء نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت مقامی امیر مولانا غلام محمد ریحان نے کی، جبکہ مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور تھے۔ آخری خطاب مولانا منیر احمد منور نے فرمایا، ان سے پہلے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کی مرکزی کمیٹی کے مطالبات پر روشنی ڈالی اور توقع کا اظہار کیا کہ اگر ’’ڈیڈ لائن‘‘ گزرنے کے باوجود حکومت مرکزی کمیٹی کے مطالبات کو تسلیم نہیں کرتی تو اسلامیان پاکستان مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مرکزی راہنماؤں کے فیصلہ پر لبیک کہیں گے۔ بریلوی مکتب فکر کے مولانا خدا بخش فریدی نے مطالبات کی بھرپور تائید کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا کے ناظم اعلیٰ منیر احمد ریحان نے مرکزی کمیٹی کا مشترکہ مطبوعہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا اور اسٹیج سیکریٹری کے بھی فرائض سرانجام دیئے۔

سامعین وشرکاء نے بھرپور تائید کی، یہ کانفرنس عصر کی نماز تک جاری رہی۔ اختتامی کلمات اور دعائے خیر مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے کرائی، جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اگلے پروگرام پر روانہ ہوگئے۔

شیخوپورہ میں آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس

شیخوپورہ (سید تجمل حسین شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مقامی میرج ہال میں ''آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' منعقد ہوئی، جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا طاہر عالم نے کی جبکہ مقامی امیر مولانا مشرف حسین مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس کا آغاز ۲۰ رفروری صبح ساڑھے دس بجے تلاوت ونعت سے ہوا۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر حافظ محمد قاسم، جماعت اسلامی کے پروفیسر عباد حسین، جماعت اہلحدیث کے قاری عبدالحفیظ، تحریک انصاف کے غلام نبی ورک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا طاہر عالم نے خطاب کیا، جبکہ افتتاحی دعا نعت نصرت علی گولڑوی نے پیش کی۔ کانفرنس میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں اور دینی کارکنوں نے شرکت کی، تمام جماعتوں نے جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کا شکریہ ادا کیا، وہاں مرکزی کمیٹی کو یقین دلایا کہ مطالبات تسلیم نہ ہونے کی صورت میں جو مرکزی کمیٹی فیصلہ کرے گی مسلمانان شیخوپورہ اس پر عملدرآمد کرانے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔

آل پارٹیز پروگرام سے فارغ ہوکر مولانا شجاع آبادی، مولانا خالد عابد مبلغ ننکانہ صاحب اور مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب کی رفاقت میں سیدوالا کے لئے عازم سفر ہوگئے۔

سیدوالا میں تین روزہ ختم نبوت کورس

سیدوالا (خالد عابد، ننکانہ) سیدوالا ضلع ننکانہ کا معروف قصبہ ہے، جہاں جامع مسجد لال کے نام سے اہل حق کا ایک مرکز عرصہ دراز سے کام کررہا ہے۔ سیدوالا پرانہ قصبہ تباہ ہوگیا ہے، کچھ عرصہ سے نیا شہر بسا ہے۔ مولانا حبیب الرسول تقریباً پچاس سال کے عرصہ تک وہاں اہل حق کی نمائندگی فرماتے رہے، اب ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد ابوبکر فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، جامع مسجد لال کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود، میاں محمد افضل حقانی شب وروز مسجد ومدرسہ کی خدمت میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود کی خواہش تھی کہ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی سیدوالا کے لئے تین دن کا کورس رکھا جائے تو راقم نے استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے سہ ماہی میٹنگ میں ۲۰ تا ۲۲ رفروری تین روز نوٹ کرائے۔ استاذ محترم حسب وعدہ لاہور سے تشریف لائے اور ۲۰ فروری صبح کی نماز کے بعد شیخوپورہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ آپ کے ساتھ مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب بھی تھے، چنانچہ ۲۰ رفروری مغرب کے بعد تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا محمد نعیم نے چند منٹ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قرآن وسنت اور اجماع امت سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ مولانا نے فرمایا کہ قادیانیوں کے اجرائے نبوت کے عقیدہ پر قرآن پاک کی کوئی ایک آیت، احادیث نبویہ میں سے ایک حدیث اور ساڑھے چودہ سو سال کے علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین، اور مجددین میں سے کسی ایک مسلمہ بزرگ کی انہیں تائید حاصل نہیں۔ ۲۱ رفروری کو استاذ محترم نے حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ ۲۲ رفروری کو خالد عابد نے کذب مرزا پر لیکچر دیا، یوں تین روزہ کورس اختتام پذیر ہوا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ تبلیغی دورہ پر

اسلام آباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی راقم محمد طیب کی دعوت پر تین دن کے لئے اسلام آباد تشریف لائے۔ ۲۲ رفروری مغرب سے عشاء تک جامع مسجد خلفائے راشدین میں ظہور مہدی، نزول مسیح، خروج دجال پر طلباء اور اساتذہ کرام اور سینکڑوں نمازیوں سے خطاب فرمایا۔ بعدازاں آپ نے جامعہ کے مہتمم، جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر کے راہنما مولانا محمد نذیر فاروقی اور ان کے فرزند ارجمند مولانا حسن فاروقی سے ملاقات کی۔ ۲۳ رفروری جامعہ عبداللہ ابن مسعود پنیاں ہری پور ہزارہ میں طلباء و اساتذہ کرام سے خطاب فرمایا۔ جامعہ کے مہتمم مولانا قاری فدا محمد خان اور اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ مدرسہ تک چار سو طلباء زیر تعلیم ہیں، نیز ایک اور شاخ میں ایک سو سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مولانا فدا محمد خان کی معیت میں خانقاہ سراجیہ کے حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلفاء، مولانا قاضی صدر الدین، مولانا قاضی شمس الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کی قبور پر حاضری اور فاتحہ خوانی اور دعا کی۔ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں ختم نبوت کانفرنس ۲۳ رفروری کو نماز مغرب سے رات گئے منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد امجد خان قائم مقام جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام، مولانا شہاب الدین پوپلزئی اور مولانا محمد طیب نے خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا مفتی

کفایت اللہ نے خیر مقدمی کلمات کہے کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کی قدیمی مساجد میں سے ہے۔ جہاں مولانا مفتی محمد وقارالحق عثمانی خطیب ہیں۔ ہمارے یورپ کے مبلغ ختم نبوت مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا مفتی وقارالحق کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان سے قبل ان کے والد محترم مولانا محمد عبداللہ خالد خطیب رہے۔ یہ مسجد اکابر اہلسنت علماء دیوبند کے عقائد کی ترجمان ہے۔

جامع مسجد لالہ رخ میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب: ۲۴ر فروری جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لالہ رخ واہ کینٹ کی جامع مسجد میں دیا۔ مسجد کے خطیب مولانا محمد اسحاق ہیں جو پروانۂ ختم نبوت کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ مولانا محمد اسحاق پروانہ سو سال کے پیٹے میں ہوں گے، صرف ختم نبوت کے پروانے ہی نہیں بلکہ پروانگان ختم نبوت کے بھی پروانے ہیں۔ اللہ پاک انہیں صحت و تندرستی سے سرفراز فرمائیں۔ راقم نے جامع مسجد حسن ابدال میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

جامعہ الرشید گلزار قائد میں خطاب: مولانا قاضی ہارون الرشید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔ انہوں نے اپنی مسجد میں علماء کنونشن رکھا، جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کمیٹی کے مطالبات پر روشنی ڈالی اور حکمرانوں سے مطالبات تسلیم کرنے کی اپیل کی۔ علماء کنونشن کے موضوعات میں سے ایک ناموس رسالت کمیٹی کے مطالبات اور دوسرا موضوع استاذ المحدثین مولانا سلیم اللہ خانؒ کی خدمات پر روشنی ڈالنا اور ان کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا تھا۔ چنانچہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید مہتمم جامعہ فاروقیہ، راولپنڈی نے حضرت والا کی خدمات پر روشنی ڈالی اور انہیں مدارس کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے کی جانے والی مساعی جمیلہ پر انہیں شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ کنونشن سے فارغ ہو کر مولانا شجاع آبادی ضلع خوشاب کے مبلغ مولانا محمد نعیم اور راقم کی معیت میں دفتر اسلام آباد تشریف لے آئے اور رات کا آرام و قیام دفتر اسلام آباد رہا۔

کرک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

کرک (رپورٹ: مولانا محمد نعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۵ر فروری کو دارالعلوم کرک کے بالمقابل مغرب میں ایک وسیع و عریض پنڈال میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی، تلاوت و نعت کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پشتو زبان میں بھی نعت خوانی ہوئی جبکہ لاہور آسٹریلیا مسجد جامعہ عثمانیہ کے استاذ مولانا قاری عمر فاروق نے حمد و نعت پڑھ کر سماں باندھ دیا۔ بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا، ابتدائی بیان راقم کا ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''گستاخ رسول کی سزا'' کے عنوان پر مدلل و مبرہن خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے پشتو زبان میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان پر پرجوش خطاب فرمایا۔ آخری خطاب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا۔ آپ نے قادیانیوں کے پسندیدہ موضوع وفات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق قادیانیوں کے شکوک و شبہات کی دھجیاں بکھیر دیں۔ کانفرنس عصر تک جاری ہوئی۔ کانفرنس میں دس ہزار کے لگ بھگ مسلمانوں نے شرکت کی۔ صدارت مولانا محمود الرحمن امیر مجلس نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جمعیت کے ضلعی امیر مولانا ابن امین تھے۔

سرائے نورنگ میں ختم نبوت کانفرنس

سرائے نورنگ (رپورٹ: مولانا محمد نعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مجیدی مسجد سرائے نورنگ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ پہلی نشست کی صدارت حاجی امیر صالح خان نے کی۔ کانفرنس سے محمد نعیم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا اور مفتی شہاب الدین پوپلزئی سمیت کئی ایک مقامی علماء کرام نے بھی خطاب فرمایا۔ علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ نعت ابراہیم خلیلی، امیر حسین، محمد صفدر، نصیر احمد تراب نے پیش کی۔ مقامی علماء کرام میں مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا عبدالرحیم، مولانا اعزاز اللہ، مولانا محمد طیب طوفانی اور مولانا احمد سعید نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں یہودیوں کعب بن اشرف، ابورافع، ابوعفک نے گستاخی رسول کا ارتکاب کیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریش کو معاف فرمادیا، لیکن ابن خطل کے متعلق فرمایا کہ وہ غلاف کعبہ میں بھی چھپا ہوا ہو تو اسے وہاں قتل کردو، ایسے ہی اس کی دو لونڈیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نظمیں پڑھا کرتی تھیں، انہیں بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کا تحفظ کریں۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نقابت مولانا ابراہیم ادہمی نے کی۔ کانفرنس کی دوسری نشست جو ظہر کے بعد شروع ہوئی کی صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۲۷)

حافظ عبیداللہ

اب مرزا قادیانی صاف طور پر اس پیش گوئی کا مصداق میاں منظور محمد لدھیانوی کو بتا رہا ہے جس کی بیوی کا نام محمدی بیگم تھا، اور لکھتا ہے کہ وہ نو ناموں والا لڑکا اس قیامت خیز زلزلے کا نشان تھا، پھر یہ بھی ذکر کرتا ہے کہ جولائی 1906ء کو میاں منظور محمد کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، چونکہ بقول مرزا وہ زلزلہ مؤخر ہوگیا تھا اس لئے لڑکے کی پیدائش بھی تاخیر کا شکار ہوگئی اور وہ لڑکا 1906ء میں پیدا نہ ہوا اور زلزلہ کے ساتھ غیر معینہ مدت تک اس کی پیدائش ملتوی ہوگئی (لیکن اسے پیدا ضرور ہونا تھا کیونکہ وہ بقول مرزا نمونہ قیامت زلزلہ کا نشان تھا اور زلزلہ جیسا کہ گذرا مرزا کے ہی ملک اور مرزا کی ہی زندگی میں آنا تھا)، اب مرزا قادیانی تو کہے کہ اس لڑکے کی پیدائش مؤخر ہوگئی اور پاکٹ بک والا مرزا کا مرید ملک عبدالرحمن خادم گجراتی کہے کہ اس سے مراد مرزا بشیرالدین محمود کی روحانی پیدائش تھی جو 1906ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے اجراء سے ہوئی تھی اور اس نو ناموں والے لڑکے سے وہی مراد ہے، یہ ہے مرزائی مذہب کا کمال، قرآن وحدیث کی نصوص پر تو تحریف معنوی کی قینچی چلاتے ہی ہیں، اپنے پیشوا کی تحریروں کو بھی معاف نہیں کرتے۔

مرزا قادیانی کے ایک اور مرید کی پریشانی

مرزا قادیانی کے ایک اور مرید ابوالفضل محمد منظور الٰہی نے بھی مرزا قادیانی کے الہامات وغیرہ کا ایک مجموعہ ترتیب دیا جس کا نام ''البشریٰ'' رکھا، اس کتاب میں مرزا کے نو ناموں والے لڑکے والے الہام کا ذکر کرنے کے بعد یوں لکھا:

''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی، بہرصورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔'' (البشریٰ، جلد دوم، صفحہ 116 طبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سنہ 1914ء)

؎ کون دیکھے یہ بے بسی دل کی

مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کے لئے انبیاء کی مثالیں دینا اور اس کا پوسٹ مارٹم

قارئین محترم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء میں سے اگر کوئی نبی کبھی بھول گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے کبھی بھی غلطی پر نہیں رہنے دیا اور کسی نہ کسی طریقے سے جلد از جلد اسے یاد دہانی فرمادی یا اصلاح فرمادی، یہ بات خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی تسلیم ہے چنانچہ اس نے صاف طور پر لکھا ہے:

''انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔''

(روحانی خزائن ج:19، صفحہ 133)

اور اس کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود نے لکھا:

''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔'' (آئینہ صداقت، انوار العلوم ج:6، صفحہ 124)

اور یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے میں یہ لکھا ہے:

''ان اللّٰہ لا یترکنی علی خطأ طرفۃ عین'' ''اللہ مجھے ایک لمحے کے بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا۔''

(نور الحق، روحانی خزائن ج:8، صفحہ 272)

یعنی مرزا کے مطابق اگر اس سے کوئی غلطی ہوجائے تو اس کا خدا فوراً اس کی اصلاح کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ یہ غلطی تھی اسے ٹھیک کرلو۔ اب اگر تو ثابت ہوجائے کہ مرزا غلام احمد سے فلاں غلطی ہوئی، اس نے فلاں بات غلط لکھی، اپنی (خود ساختہ) وحی اور الہام کی ایک تشریح کی لیکن وہ غلط نکلی اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ مرزا اس دنیا سے چلا گیا لیکن اسے اس کی غلطی کا پتہ ہی نہ چلا تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہوگی کہ مرزا غلام احمد اللہ کا نبی نہیں تھا، اگر ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ اس کی موت ہوجاتی اور اللہ اسے اس کی غلطی کے بارے میں نہ بتاتا کیونکہ بقول مرزا محمود ''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''۔

یہ دو تین باتیں اگر آپ ہمیشہ ذہن میں رکھیں گے تو میں جس مرزائی فریب کا ذکر کرنے جارہا ہوں آپ کبھی بھی اس سے دھوکہ نہیں کھائیں گے، وہ فریب یہ ہے کہ مرزائی مربیوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ جب بھی تم مرزا غلام احمد کا دفاع کرنے میں ناکام ہوجاؤ، اس کی کتابوں میں لکھے جھوٹوں کو سچ ثابت نہ کرسکو، اس کی پیش گوئیوں کو سچا ثابت نہ کرسکو، تو ایک دم یہ کرو کہ اللہ کے نبیوں اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات شروع کردو اور کہنا شروع کردو کہ اے مولویو! تم جو اعتراض مرزا غلام احمد پر کرتے ہو وہ تو دوسرے نبیوں پر بھی ہوتے ہیں، اور شور مچانا شروع کردو کہ یہ مولوی توہین انبیاء کرتے ہیں، نعرے لگاؤ کہ مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرکے دکھاؤ وغیرہ، یعنی مرزائی مربیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جو عیب مرزا غلام احمد میں ثابت

ہوتا ہے اسے کسی طرح اللہ کے نبیوں میں بھی ثابت کیا جائے، اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو اچھی طرح اس مرزائی فریب کی سمجھ آ جائے۔ مثلاً جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ اسے اس کے خدا نے الہام کیا تھا کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" (الہام مرزا بتاریخ 14/جنوری 1906ء، تذکرۃ، صفحہ 503 طبع چہارم) لیکن مرزا تو لاہور میں مرا اس طرح یہ الہام جھوٹا ہوا، اس کے جواب میں مرزائی مربی بڑے زور وشور سے آپ کو لعن طعن کرے گا اور کہے گا کہ تم مولوی یہودی ہو، تم پوری بات پیش نہیں کرتے، اس الہام کی تشریح تو خود مرزا قادیانی نے کردی تھی کہ مکہ میں مرنے سے مراد مکی فتح اور مدینہ میں مرنے سے مراد مدنی فتح ہے، یعنی مجھے فتح حاصل ہوگی (یہ الگ بات ہے کہ موت کا مطلب فتح کس لغت میں ہے؟) تو جب ہمارے حضرت جی نے اپنے الہام کی خود تشریح کردی تو تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے؟ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انہیں چاند، سورج اور گیارہ ستارے سجدہ کررہے ہیں، اس کی تعبیر یہ تھی کہ چاند سورج سے مراد ان کے والدین اور ستاروں سے مراد ان کے بھائی تھے، اس لئے جس کا خواب ہو یا جس کا الہام ہو جو تعبیر اور تشریح وہ بتائے وہی قابل قبول ہوگی۔

لیکن دوستو! یہی مربی اس وقت اپنا بیان بدل لیں گے جب اگلا آدمی یہ پوچھے کہ مرزا غلام احمد نے کہا کہ اسے الہام ہوا تھا "بکر وثیب" اور اس کی تشریح خود مرزا نے یوں کی کہ: "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ 2 عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی (یعنی کنواری ہوگی) اور دوسری بیوہ، چنانچہ یہ الہام جو بکر (یعنی کنواری) کے متعلق تھا وہ پورا ہوگیا (نصرت جہاں کی صورت میں) اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے" اب مرزائی مربی سے پوچھیں کہ یہاں آپ کے حضرت جی نے خود اپنے الہام کی تشریح بھی کردی، تو اب بتاؤ کہ مرزا کے نکاح میں اس کی موت تک کون سی بیوہ آئی؟ تو یہاں مربی یہ نہیں کہے گا کہ تشریح تو وہی قابل قبول ہوگی جو مرزا نے کردی کیونکہ اس سے مرزا جھوٹا ہوتا ہے، بلکہ یہاں وہ دوسری چال چلے گا، کہے گا کہ: "مرزا قادیانی سے اس الہام کو سمجھنے میں غلطی ہوگئی، اس الہام کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس کا نکاح دو عورتوں کے ساتھ ہوگا جن میں سے ایک کنواری اور ایک بیوہ ہوگی، بلکہ اس الہام کی تشریح یہ تھی کہ صرف ایک عورت یعنی نصرت جہاں کے ساتھ جب نکاح ہوگا تو اس وقت وہ کنواری ہوگی اور پھر وہی نصرت جہاں ایک وقت بیوہ ہوجائے گی، مرزا قادیانی نے یہاں اجتہادی غلطی کردی، اور نبیوں سے کبھی اجتہادی غلطی ہوجاتی ہے۔"

دوستو! غور کیا آپ نے؟ الہام تھا مرزا کا، تشریح کی مرزا نے، اس نے تو مرتے دم تک اپنی اس تشریح کو غلط نہیں کہا، نہ ہی اس نے یہ کہا کہ ہاں اس سے یہ الہام سمجھنے میں غلطی ہوگئی تھی، نہ ہی اسے اس کے خدا نے اس غلطی پر مطلع کیا، اور خود اس کے اقرار کے مطابق انبیاء تو غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے، بقول مرزا محمود، اللہ اپنے نبی کو اس کی وفات تک غلطی پر نہیں رکھتا، اور بقول مرزا قادیانی اللہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں چھوڑتا، نیز مرزا نے صاف طور پر کہا تھا:

"کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے، اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 122)

پھر ایک جگہ مرزا نے لکھا تھا:۔

"ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن: 22، ص 438)

تو سوال یہ ہے کہ مرزا اپنے اس الہام کو اپنی سچائی کی نشانی کے طور پر شائع کرتا رہا، اور وہ یہی لکھتا رہا کہ 2 عورتیں آئیں گی، جن میں سے کنواری تو آچکی، اب بیوہ کا انتظار ہے، اس نے ہرگز یہ نہ لکھا کہ ان دو عورتوں سے مراد ایک ہی عورت یعنی نصرت جہاں بیگم ہے، مرزا اس دنیا سے چلا گیا، اس کے بعد اس کے مریدوں کو اس الہام کی ٹھیک تشریح سمجھ آئی اور انہوں نے اعلان کردیا کہ ہمارے نبی کو اس الہام کو سمجھنے میں غلطی لگی تھی، اب ہمیں یہ سمجھ آیا ہے۔ ہے ناں نادانوں کا ٹولہ؟ جو لوگ خود اپنے نبی کو جھوٹا ثابت کرتے ہوں ان سے بڑھ کر احمق بھلا کون ہوگا؟

اب آگے چلئے! یہاں مرزائی مربی دو تین مثالیں بھی دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دی گئیں، لیکن آپ کی زندگی میں ایسا نہ ہوا بلکہ آپ کے وصال کے بعد صحابہؓ اور آپ کے غلاموں کے ہاتھوں فتوحات ہوئیں، تو کیا نعوذ باللہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی اعتراض کروگے کہ آپ کا خواب جھوٹا ہوا؟، اسی طرح دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے خواب دیکھا جس میں مجھے ایک سرزمین دکھائی گئی جہاں کھجور کے درخت تھے اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی ہجرت اس مقام کی طرف ہوگی، میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ یمامہ ہے لیکن درحقیقت وہ یثرب یعنی مدینہ تھا اب کرو اعتراض نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم پر انہوں نے مدینہ کو غلطی سے یمامہ سمجھ لیا، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے ''اھل'' کو غرق ہونے سے بچالوں گا، جب ان کا بیٹا غرق ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ میرے اہل کو بچائیں گے، تو اللہ نے آپ کو تنبیہ کردی کہ اے نوح! تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں، تیرے اہل وہ ہیں جو مومن ہیں، یعنی اللہ نے بتادیا کہ میں نے جن اہل کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اس سے مراد ظاہری اہل نہیں بلکہ روحانی اہل ہیں، تو کرو اعتراض حضرت نوح علیہ السلام پر انہوں نے اہل کا مطلب غلط سمجھا۔

دوستو! اس دھوکے کا مختصر جواب یہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہرگز کوئی غلطی نہیں کی تھی، اللہ نے ان سے ان کے اہل کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا اور وہاں اللہ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اس سے مراد روحانی اہل ہیں، اور بیٹا یقینی طور پر اہل میں داخل ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اسی بنا پر دعا فرمائی، اللہ نے ان کی دعا کے بعد اسی وقت وضاحت فرمادی کہ میری مراد اہل سے ظاہری والا اہل نہیں بلکہ روحانی اہل ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پتہ چل گیا، یعنی اللہ اپنے نبی کو غلطی پر نہیں رکھتا، یہی ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں، اسی طرح زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے دست اقدس میں رکھے جانے والا خواب بھی سمجھیں، پہلی بات یہ کہ وہ خواب تھا، اور نبی کے خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کی تعبیر بالکل اسی خواب کی طرح ظاہری ہوتی ہے کہ ویسا ہی ہوگا جیسا خواب میں نظر آیا، اور دوسری قسم وہ ہوتی ہے جو خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرنے کا خواب اس کی تعبیر ظاہری نہ تھی، یہ بات مرزا نے بھی لکھی ہے، مرزا کا ایک مرید مولوی عبدالکریم بیمار تھا، مرزا نے خواب دیکھا کہ وہ ٹھیک ہوگیا ہے، لیکن حقیقت میں وہ ٹھیک نہ ہوا بلکہ مرگیا، کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا جی! آپ کا خواب جھوٹا ہوگیا تو مرزا نے لکھا:

''ہاں ایک خواب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھو لو خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت، اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے، اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اس کی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج:22، ص:458-459)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آردخرما	جوہر آہن
مصطگی	جاوتری	تج	مغز خولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	[illegible]	[illegible]
ورق طلاء	لونگ	[illegible]	الائچی کلاں	[illegible]	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	[illegible]	زنجبیل	[illegible]	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	[illegible]	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
[illegible]	الائچی خورد	کہربا شمعی	بہمن سرخ	

فیصل FOODS شاہ ریلا روڈ ڈی گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

لا نبی بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

36واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

زیر سرپرستی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق اسکندر صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ

29 اپریل 2017 تا 20 مئی 2017

بمطابق

3 شعبان 1438ھ تا 24 شعبان 1438ھ

نوٹ: کورس میں شرکت کرنے والے ہر طالب علم کو مجلس کی طرف سے 5 ہزار روپے کی کتب فری دی جائیں گی

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ:
مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670